U53276 2-12-09

Title - Deewan Zahir

Creator - Munshi Ram Parshad Zahir Dehelvi.

Publisher - Afzal Al Mataba (Delhi).

Date - Not Available

Pages - 120+4

Subject - Urdu Shayari - Dawaween.

اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃً وَّ اِنَّ مِنَ البَیَانِ لَسِحراً

الحمد للہ والمنت کہ دریں ایام میمنت فرجام مجموعہ نازک خیالی

مسمّٰی بہ

دیوان ظاہر

چکیدۂ کلک جواہر سلک ناظم جادو مقال شاعر عدیم المثال

جناب منشی رام پرشاد صاحب ظاہر دہلوی مجسٹریٹ گرد ریاست گوالیار

در افضل المطابع دہلی باہتمام حافظ مرزا عبدالستار بیگ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم سے تو شکر بھی ہے ہونا محال تیرا ۔ وہ لطف وہ کرم ہے اے ذو الجلال تیرا

پروردگار عالم کی حمد و ثنا ذرہ بیمقدار اشرف الانبیا کی نعت یہ خاکسار کس زبان و قلم سے ادا کر سکے۔ نہایت عجز و انکسار کے ساتھ جناب الٰہی میں سر بسجدہ ہو کر التجا ہے کہ یارب تو ہی گناہوں کا بخشنے والا ہے۔ اور تیرا ہی فضل و کرم درکار ہے ہیچمداں احقر العباد **رام پرشاد** متوطن شاہجہان آباد حال مجسٹریٹ درجہ اول ضلع گرد گوالیار دست بستہ عرض پرداز ہے کہ اس عاصی کا کلام ایسا نہیں ہے کہ لائق طبع ہو یا پسند خاطر شعرائے نامی گرامی آئے مگر حسب فرمائش و خواہش احباب طبع کرایا گیا ہے یقین ہے کہ بوجہ بشریت ضرور غلطی واقع ہوئی ہوگی۔ لہذا امید چشم داشت رکھتا ہوں۔

اے کریم کارساز کبریا ۔ اے رحیم مالک ارض و سما
اے الٰہی ذوالجلال باصفا ۔ اے حکیم صادق رب العلا
بخش دے میرے گنہ اے کبریا
ہے بھروسہ مجکو ذات پاک کا

اے الٰہی مالک کون و مکاں ۔ اے کریم مالک ہر دو جہاں
اے حکیم صادق لامکاں ۔ اے خداوند جہاں جان جہاں
بخش دے میرے گنہ اے کبریا

ہے بھروسہ مجکو ذاتِ پاک کا

خالقِ ارض و سما اے ذوالجلال
حاکمِ برحق یگانہ بے مثال

مالکِ کون و مکاں اے ذوالجلال
اے شہنشاہِ جہاں اے ذی کمال

بخشدے میرے گنہ اے کبریا
ہے بھروسہ مجکو ذاتِ پاک کا

اے الٰہی مصدرِ فیض و کرم
اے الٰہی مظہرِ لطف اتم

اے الٰہی شافئے والا شیم
اے الٰہی اہلِ دل عالی حشم

بخشدے میرے گنہ اے کبریا
ہے بھروسہ مجکو ذاتِ پاک کا

اے الٰہی منبعِ جود و سخا
اے الٰہی فیض بخش و باصفا

اے الٰہی رحم کن برحالِ ما
ہے یہ عاصی پُرگناہ و پُرخطا

بخشدے میرے گنہ اے کبریا
ہے بھروسہ مجکو ذاتِ پاک کا

اے کریمِ صادق پروردگار
اے حکیمِ حاذق پروردگار

اے الٰہی مطلق پروردگار
اے خدائے برحق پروردگار

بخشدے میرے گنہ اے کبریا
ہے بھروسہ مجکو ذاتِ پاک کا

اے کریمِ گنہگاراں بے نیاز
اے رحیمِ شرمساراں بے نیاز

اے شفیقِ دلفگاراں بے نیاز
اے انیسِ خاکساراں بے نیاز

بخشدے میرے گنہ اے کبریا
ہے بھروسہ مجکو ذات پاک کا

تیری رحمت کا بھروسہ ہے کریم
تیری عظمت کا بھروسہ ہے کریم

تیری شفقت کا بھروسہ ہے کریم
تیری عادت کا بھروسہ ہے کریم

بخشدے میرے گنہ اے کبریا
ہے بھروسہ مجکو ذات پاک کا

اے خدا اے نامرادوں کی مراد
تیری ہی رحمت پہ ہیں تنہا ہوں شاد

اے جلیل القدر اے رب العباد
تو ہی دیتا ہے دل عاجز کی داد

بخشدے میرے گنہ اے کبریا
ہے بھروسہ مجکو ذات پاک کا

یہ ہی خواہش ہے یہی ہے مدعا
اپنی رحمت کی طرف تو دیکھنا

دست بستہ ہے یہ تجھ سے التجا
منصفی کو چھوڑ کر رب العلا

بخشدے میرے گنہ اے کبریا
ہے بھروسہ مجکو ذات پاک کا

اے کریم تو ہی تو ستار ہے
اے رحیم تو ہی تو غفار ہے

اے الٰہی سب کا تو سردار ہے
ظاہرا ناچیز بدکردار ہے

بخشدے میرے گنہ اے کبریا
ہے بھروسہ مجکو ذات پاک کا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلوہ گر بام پہ جب وہ مہِ تاباں ہوگا
چاند کا مثلِ کتاں چاک گریباں ہوگا

جب بعد اپنے کوئی ظلم کا خواہاں ہوگا
آپ کو مجھسے زیادہ مرا ارماں ہوگا

سبزہ رنگوں کے اگر وصل کا خواہاں ہوگا
زہر دہ حق میں ترے اے دلِ ناداں ہوگا

خوب سمجھا سببِ آرائشِ زلف و خط کا
جمع پھر میری پریشانی کا ساماں ہوگا

سرو اِک پا کھڑا ہوگا برائے تعظیم
باغ میں جب وہ گل اندام خراماں ہوگا

گرنہ عشق نے خلعت دیا عریانی کا
میری جاگیر میں مجنوں کا بیاباں ہوگا

جب اثر تجھپہ کیا میری پریشانی نے
اپنی زلفوں کیطرح تو بھی پریشاں ہوگا

جتنا جی چاہے ستا دیکھنا محشر میں کبھی
ہاتھ ہوگا مرا اور تیرا گریباں ہوگا

رات دن پھرتا ہوں بہ دشت نوردی کرتا
کوئی مجھسا نہ زمانے میں پریشاں ہوگا

چارہ گر مفت نہ کر اپنی تو اوقات خراب
درد کا اپنے نہ جز مرگ کے درماں ہوگا

سارے افلاک نظر آئینگے مانند حباب
موج زن اپنے اگر اشک کا طوفاں ہوگا

وصل میں حضرتِ دل خون بکا ہو حسرت
پھر نہ کہنا کہ جو باقی کوئی ارماں ہوگا

ماہ تو مجکو دکھاتا ہے جو گردوں ہر ماہ
تیرے پیراہنِ کہنہ کا گریباں ہوگا

جسکو دی اپنی نشانی کی انگوٹھی تونے
اسے پیری وقت کا اپنے وہ سلیماں ہوگا

جب خزاں ہوگی بہارِ رخِ زیبائے گل
نکہتِ گل کی طرح تو بھی پریشاں ہوگا

تیغ دو مجکو کہ میں اپنا گلا کاٹلوں آپ
مُفت میں آپکا سر پر میرے احساں ہوگا

ہاں کہنا نہ اُٹھا بارِ محبت ایدل
جتنا اب شاد ہے اُتنا ہی پریشاں ہوگا

چھوڑ جاؤ کبھی خنجر شبِ فرقت میں یہاں
کام جو تجھکو ہے مشکل مجھے آساں ہوگا

عشق میں ہمنے اُٹھائی ہے وہ محنت ظاہر
تو بھی سُنکر اُسے انگشت بدنداں ہوگا

میرے آگے جو تو اے آئینہ پیکر آیا
روح کی طرح ترے جسم میں پیں ور آیا

میری بیتابی سے کی ظلم میں جلدی تونے
ظلم کا شوق بھی دلمیں ترے مضطر آیا

جسم نازک ہے مگر ذہن نہیں ہے نازک
کب ترے دھیان میں میرا تنِ لاغر آیا

ہے مرے حال سے غفلت جو ہمیشہ اتنی
تم مرے طالعِ خفتہ کے ہوا خستر آیا

خلق کرنے لگی موسیٰ و تجلی کا بیاں
غش مجھے دیکھ کے جب وہ رُخِ انور آیا

کیونکہ عارض کو نہ اک حُبّ کا عمل سمجھو میں
کہ وہ دلدار عیادت کو ہے اکثر آیا

پیشوائی کو چلا سرو چمن سے باہر
باغ میں سیر کو جب رشکِ صنوبر آیا

یہ تجلی ہے کہ نظریں ہوئیں تیرہ میری
مثلِ خورشید نظر جب رُخِ انور آیا

ہمنے کیا جانے کہا کیا اُسے تنہائی میں
کہ حیا سے بھی تبسم نہ لبوں پر آیا

ہیں پڑا تھا ترے کوچہ میں تو بوسہ کیلئے
پاؤں پر ضُعف کے حیلے سے ہراسر آیا

ایک ظاہر ہی پہ کیا بادِ صبا کو دیکھو
اُسکے کوچے سے جو آیا ہے سو مضطر آیا

سُلگتا ہے جگر دل جل گیا کیا
اُٹھاتا ہوں مزے اُلفت میں کیا کیا

بنے دشمن جو تم میری خطا کیا
بگاڑا آپ کا میں نے بھلا کیا

نہ ہو ایذا تو اُلفت کا مزا کیا
کروں میں شکوۂ جور و جفا کیا

نہ ہو پہلو میں جب وہ راحتِ جاں
ہمیں پھر زندگانی کا مزا کیا

زبانی عہد ہے کیا مُعتبر ہو
جواب نامہ ہے یہ قاصدا کیا۔

لبوں پر دم ہے رہنے دو اے طبیبو
کرے گی فائدہ مجکو دوا کیا

ہوئے وہ اور برہم خط کو پڑھ کر
خدا جانے کہ میں نے لکھدیا کیا

پھنسا اُس جا کہ چھٹنا ہو گیا شاق
دلِ ناداں یہ تجھ کو ہو گیا کیا۔

ہمیں دیں گالیاں اور ہنس کے بولے
نہ کہنا پھر مجھے تم نے دیا کیا

زباں پر ہے فغاں اور لب پہ نالے
دلِ شوریدہ یہ تجکو ہُوا کیا

صنوبر قد ہے سیمیں ساق و رخ مہر
بتوں کو حُسن خالق نے دیا کیا

جہاں کشتے پڑے ہیں گھر ہے اُسکا
بتاؤں اُس کے کوچے کا پتہ کیا

نظر تم کو نہیں اپنی جفا پر
جتاؤں تم کو میں اپنی وفا کیا

وہ مثل مہر ہے عالم پہ روشن
رہیگا تجھسے اُسکا گھر چھپا کیا

دل و جان و جگر سب لے گئے وہ
ہمارے پاس اب باقی رہا کیا

نظر آتا نہیں ایسا ہوں لاغر
وہ خنجر سے مرا کاٹے گلا کیا

جو کہدوں کا تو شرما جاؤگے تم
بتاؤں وصل کی شب کا مزا کیا

دیئے ہیں داغ محرومی کے درہم
مجھے وہ اور دینگے خوں بہا کیا

بنا تو سوکھہ کر کانٹا سا ظاہر
ہوا ہے گُلرخوں پر مبتلا کیا

کہو واعظ سے خم گر میکدے سے دوڑ وہ جب کا
خدا حافظ ہے پھر اے قبلۂ من آپکے سر کا

مزا چکھا نہیں ہجر بتانِ ماہ پیکر کا
ہمارا داغ پہلو ایک خودرو پھول ہے بر کا

غمِ آتش رخاں گلبرگ نیز آتشبار ہے گویا
گرا مژگاں سے جو آنسو بنا وہ پھول آذر کا

ہیں انکو رقعہ لکھتے وصل کی شادی کا ڈرتا ہوں
کہ ہے قرطاس ایسا سرخ جیسے خون کبوتر کا

زمیں ڈوبی ہے اور ساتوں فلک ورنہ نہیں گھٹتا
نہیں معلوم کیا منشا ہے اپنے دیدۂ تر کا

شراب عیش پی دردِ خمار اتنا نہیں ملتی
بنا سنگِ نمک سے خم نگر اپنے مقدر کا

ہوا ہوں اسقدر لاغر کہ شاید تم مجھے پاؤ
نہایت غور سے دیکھو جو اک تارِ بستر کا

اڑانا خاک عالم کی بچا کر اپنے دامن کو
اڑایا تیز رفتاری میں ہمنے ڈھنگ صرصر کا

تری رفتار سے زندے موئے اور مردے جی اٹھے
نئی صورت سے خالق نے کیا سامان محشر کا

قدم بوسی کی حسرت میں جھکا ہے سرو قد اپنا
کہ تیرے پاؤں کا چھلا بنا قامت صنوبر کا

کبھی گردش میں یوں رہتے نہ ہم پر کیا کریں ظاہر
احاطہ ہے بہت مضبوط اس چرخ مجدر کا

شب وہم گریہ خیالِ روئے شعلہ تاب تھا
جو شرر آمیز آنسو تھا گلِ مہتاب تھا

مرگِ دشمن پر جو گریاں غیرتِ مہتاب تھا
مرگ کی حسرت میں کیا کیا دل مرا بیتاب تھا

اشک تھا دنبالہ رو جب وہ حسیں گھر کو چلا
مجکو چشموں پر گمانِ معدنِ سیماب تھا

میں تو مرکر بھی نہ نکلا حلقۂ ماتم سے ہائے
گرد میری قبر کے بھی حلقۂ احباب تھا

جسقدر مے پی وہ ڈالی میں نے فرطِ نشہ میں
سر کی گردش سے بنا میں ساغرِ دولاب تھا

ناتوانی میں تنِ خم گشتہ زینت تھا مجھے
میں بھی گویا نقش پائے یار کی محراب تھا

دودِ دل میں یاد آتے ہیں شرارے آہ کے
جب اندھیرے میں چمکنا کرمکِ شبتاب تھا

کیا بجھاتا آتشِ شوقِ شہادت وقتِ قتل	ہاتھ میں سفاک کے خنجر بھی تو بے آب تھا
لغزشِ مستانہ ساقی کی جو یاد آتی تھی ہائے	کیا کہوں کس طرح سے لغزش میں پائے خواب تھا
بزمِ عشرت ہجر میں سامانِ ماتم تھی مجھے	ق شب جو پہلو میں نہ میرے غیرتِ مہتاب تھا
نالۂ اہلِ عزا تھا قلقلِ مینا مجھے	ساغرِ سرشار شکلِ دیدۂ پرآب تھا

گھر لٹا یا عشق میں زر کھو دیا طاہر تجھے
کچھ لازمِ عالمِ اسباب میں اسباب تھا

ہوں برے وقت میں کیونکر نہ مددگار جدا	اپنا سایہ یہ ہو شبِ تار میں جب یار جدا
امتحاں میں ہوئے دلدار سے اغیار جدا	حق و باطل کو کیا کرتی ہے تلوار جدا
یوں یہ بہکا کے تمہیں رہتے ہیں اغیار جدا	کہ یہ دو چار ملے رہتے ہیں دو چار جدا
اس طرح آپ سے ہوتا ہے یہ غمخوار جدا	جان ہو جسم سے جس طرح کہ ناچار جدا
یہ قدم حد بدا ہے پرے رکھتے ہیں	شیخ ہے شربِ رندانِ قدح خوار جدا
گہہ بھاتی ہے مجھے گاہ جلاتی ہے مجھے	چشمِ خونبار جدا آہِ شرربار جدا
وہاں مردوں کا ٹھکانا ہے یہاں زندوں کا	باغِ جنت ہے جدا کوچۂ دلدار جدا
لڑکھڑاتی ہے زباں نشہ میں پاؤں کی طرح	نہیں کچھ آپ کی رفتار سے گفتار جدا
نہیں معلوم ہمیں جلوے کے ترے کیا کیا رنگ	کہ ہے عالم سے ترا طالبِ دیدار جدا
کسی پہلو نہیں مثلِ درِ غلطاں آرام	مرے پہلو سے ہوا ہے جو وہ دلدار جدا
حسن لب پر نہ ہے آنکھ تمہاری کیونکر	نہیں ممکن کہ مسیحا سے ہو بیمار جدا
شیخ کل میں وہی جلوہ ہے نہ بن مشرک تو	کہ نہ ہے سبحہ جدا اور نہ زنّار جدا
تو وہ ہے جنس اگر ہاتھ لگے قیمت سے	کرے اپنے سے نہ تا زیست خریدار جدا

دل میں دشمن نے رکھے میری طرف سے ظاہر
میں نے جب آبلۂ پا سے کئے خار جدا

ہے جاں کا کوئے بتِ عیار میں کھٹکا | اتنا ہے سدا باغِ ثمردار میں کھٹکا
پھندے میں نہ پھنس زلفِ سیہ فام کے اے دل | ہوتا ہے مسافر کو شبِ تار میں کھٹکا
ہر چند کہ جنت کی ہیں کیفیتیں اس میں | پر شیخ کا خانۂ خمار میں کھٹکا۔
موئے مژۂ یار لگا آنکھوں میں پھرنے | جب خارِ الم میرے دلِ زار میں کھٹکا
جلاد کے جی چاہتا ہے ہاتھ قلم ہوں | بیڈھب ہے یہ قفلِ درِ دلدار میں کھٹکا
غماز کے کہنے سے کھٹکجاتے ہو ہم سے | گر ہے تو یہی ہے دلِ غم خوار میں کھٹکا
کھٹکا سفرِ راہِ عدم میں ہے یہ قاتل | مٹتا ہے تری تیغ کے اک وار میں کھٹکا
تھا جی میں کہ جھانکے گی اسے واہ رے قسمت | زنبور کا ہے روزنِ دیوار میں کھٹکا

دنیا کے مزے آتے ہیں اس میں ہمیں ظاہر
گو جان کا ہے عاشقی کے کار میں کھٹکا

کہیں دل تو نے اٹکایا تو ہوتا | محبت کا مزا پایا تو ہوتا
بشوکت جلوہ فرمایا تو ہوتا | کوئی مہرو نہ ہم پایا تو ہوتا
بہت سودائیوں کے دل الجھتے | کبھی زلفوں کو سلجھایا تو ہوتا
نہ ہوتا دعوئے یکتائی اس کو | کبھی آئینہ دکھلایا تو ہوتا
ہمارے بخت خفتہ ہوتے بیدار | ذرا تو خواب میں آیا تو ہوتا
نکلتے کچھ مرے دل کے بخارات | مثالِ شمع رلوایا تو ہوتا
تسلی کچھ تو ہوتی دل کی قاصد | جوابِ نامہ تو لایا تو ہوتا

تری اس جنبشِ لب کا ہوں بندہ — کبھی کچھ مجھسے فرمایا تو ہوتا

نہ آیا زیست میں گو وہ نہ آیا — مرے مرقد تلک آیا تو ہوتا

ہیں شادیِ مرگ ہوتا بعدِ مردن — مرے لاشہ کو ٹھکرایا تو ہوتا

ہر اک ذرہ سے ہوتا مہرِ تاباں — رُخِ پرنور دکھلایا تو ہوتا

وفائے غیر کی تعریف اتنی — ذرا تو دل میں شرمایا تو ہوتا

نہ کرتا تذکرہ پھر برق کا وہ — مجھے قاتل نے تڑپایا تو ہوتا

مجھوں کو ترے دھمکائے وہ حیف — کبھی دشمن کو دھمکایا تو ہوتا

نہ مرتا کیونکہ ناصح دیکھتے ہم — کبھی زہرِ الم کھایا تو ہوتا

کوئی گر بولتا تو دیکھ لیتے — مجھے محفل میں بُلوایا تو ہوتا

ذکاتِ دولتِ حُسنِ خداداد — اگر دیتا گراں مایہ تو ہوتا

خفا ہے مونسوں بیوجہ وہ شوخ — پری پیکر سے ملوایا تو ہوتا

بدردِ ہجر ہوں بیتاب بیخواب — مجھے بستر پہ سُلوایا تو ہوتا

تو ساقی اور ہیں عشاق میکش — مئے عشرت کو پلوایا تو ہوتا

شبِ فرقت مئے وصلت پلاکر — کرم مجھ پر بھی فرمایا تو ہوتا

کمندِ جذبِ الفت سے تو اے دل — کسی کو دام میں لایا تو ہوتا

ہمیشہ چاٹتا تو ہونٹ واعظ — کبھی خونِ جگر کھایا تو ہوتا

نہ ہو گو اصلی تسکینِ قلق ہو — مجھے کاش اُسکا ہمسایا تو ہوتا

حیا سے سامنے گو وہ نہ آیا — کبھی جھلکا سا دکھلایا تو ہوتا

بظاہر لکھ کے تونے ایک پرچہ — کبھی ظاہر کو پرچایا تو ہوتا

سو جگہ ہم نے دل لگا دیکھا
کوئی تجھ سا نہ دلربا دیکھا

شیخ ہمنے بتوں میں کیا دیکھا
جلوۂ ذاتِ کبریا دیکھا

آبِ کوثر میں وہ نہ پایا لطف
مے کی تلخی میں جو مزا دیکھا

نہیں آتی اجل کسی صورت
زہر فرقت بھی ہمنے کھا دیکھا

اپنے اشکوں میں بہ گئے ہم آپ
آج یہہ ماجرا نیا دیکھا

چاہ غم میں دلا تو ڈوب گیا
چاہ کا تو نے کچھ مزا دیکھا

تیرے سودائے زلف میں ہمنے
اثرِ سایۂ ہما دیکھا

کوچۂ عشق ماہ رویاں میں
کوئی دل سا نہ رہنما دیکھا

شیخ نے خلد میں نہ دیکھا وہ
ہمیں دنیا میں جو مزا دیکھا

بڑھ گئیں اور حسرتیں اے دل
کوئے جاناں میں جا کے کیا دیکھا

جس نے دیکھا تجھے اسے ہم نے
اور عالم میں مبتلا دیکھا

خط سے ہوتی نہیں مجھے تسکیں
اُس کو آنکھوں قاصدا دیکھا

نیم بوسہ پہ اس قدر رنجش
آپکا ہم نے حوصلہ دیکھا

خال و ابرو کسی کا یاد آیا
ماہِ نو پاس جب سُہا دیکھا

سب حسینوں کو ہمنے اے ظاہر
خودستا اور خودنما دیکھا

ناصح کو کیا ہے دل تو مرا تھا گیا گیا
نقصاں ہوا تو میرا ہوا اُسکا کیا گیا

اُسکے نثار میں کہ دمِ شرح آرزو
پورے نہ لب ہلے تھے کہ مطلب کو پا گیا

اشکوں میں بہہ گیا دلِ مضطر بھلا ہوا
تکلیف تو دن کی گئی چین آ گیا

مثلِ کلیم غش نے نہ دی فرصتِ نگاہ
وہ برقِ وش تو شب مجھے جلوہ دکھا گیا

تیرے سوا ہیں اور کو چاہونگا خیر ہے
یہ کس طرف خیال ترا دلربا گیا

بکتے تھے لام کاف نہ اسطرح تم کبھی
اچھا سبق یہ آپکو دشمن پڑھا گیا

شب بوسہ اُنکے روئے مُخطط کا لیلیا
میٹھا بلا جو زہر تو خوش ہوکے کھا گیا

ممنوں ہوں غیر کا کہ بلا اُسکی ضد سے یار
بگڑا تو وہ یہ کام ہمارا بنا گیا

اُلفت میں کام شرم کا بنتا نہیں کہ وہاں
روکا کیئے رقیب مگر میں چلا گیا

بے دوستوں کے لُطف کسی چیز کا نہیں
وہ کیا موئے کہ زیست کا اپنی مزا گیا

ظاہر سے اُس سے ربطِ محبت چھُٹا مگر
مثلِ حنا وہ رنگ بھی اپنا جما گیا۔

کچھ آج نالۂ دل سے بن ایسا کار آیا
کہ میرے گھر مجھے خود ڈھونڈنے وہ یار آیا

نہ جب تلک نظر اپنے تئیں وہ یار آیا
کسی طرح سے نہ دل کو نہ میرے قرار آیا

بسنتی پہنکے پوشاک گلعذار آیا
خزاں کی شکل میں یہاں موسمِ بہار آیا

مجھے ہے پاس بھی صبر و قرار کا باعث
جواب صاف سے تیرے مجھے قرار آیا

علاج کیا کروں ان بدگمانیوں کا کہ یہاں
میں مر گیا بھی پر اُسکو نہ اعتبار آیا

میں خاک ہوگئی شاید مجھی کو راہ وہاں
کہیں ہیں لوگ کہ دل میں ترے غبار آیا

وہ کس ستم کو یہ سمجھا کہ ہے وہ حد سے زیاد
کہ اب جو سامنے آیا تو شرمسار آیا۔

ہزار طرح کی بیچینیوں میں تھی لذّت
قرار تم نے کیا کیونکہ یہاں قرار آیا

ستم کا یہ ہے تحمل کہ تیرے کوچے میں
چھپا کے آبلہ دل میں جنوں اتار آیا

کیا ہے گریہ نے عالم میں سُرخرو مجکو
کہ خون دل میری آنکھوں سے بیشمار آیا

کیا مریض بھی تھا درد انتظار نے اور
خبر بھی لینے کو پھر درد انتظار آیا

موئے پہ بھی نہ ہمیں ہائے ضعف نے چھوڑا
نہ اُڑ کے آپکے دامن تلک غبار آیا

بٹھایا حسن کی جرأت نے درد گریہ کو
چڑھاؤ آنسے نہ پایا تھا جوں اُتار آیا

ہمیں تو یوں بھی نہ تھی اُسکے ناز سے اُمید
ہزار شکر کہ وہ روندنے مزار آیا

کچھ ایک ظاہر خستہ ہی پر نہیں موقوف
جو تیرے کوچے سے آیا سو دل فگار آیا

دل ستم زدہ شکوہ رکھے ہے ستانے کا
کہ اُسکو فکر ہے زلفوں سے دل چھڑانے کا

کسیکے دل سے گرے اور کسی کی نظروں سے
ملا یہ ثمرہ ہمیں تجھ سے دل لگانے کا

بہار آئی ہے ظالم خدا خدا کر کے
مٹا نشان نہ بلبل کے آشیانے کا

ہیں اپنے آپ کو مقدور تک تو رہ کوں ہوں
یہ عہد نبھ نہیں سکتا ہی وہاں نہ جانے کا

کھنچا ہی جائے ہی دل ہر نگہ میں اُسکی طرف
یہ جذب ہو تو ہو کیا ڈھنگ دل بچانے کا

تغافل اور وہ دل کی کشش خدا کی ہی شان
یہ ڈھب ہی اور نکالا ہے دل چرانے کا

بچے دل اُس بُت بیداد گر سے کیا ظاہر
کہ سادگی پہ وہ عیار ہے زمانے کا

کرتے مقابلہ جو دل بیقرار کا
نے برق کا وہ حوصلہ ہے نے شرار کا

کرتا ہوں عرض حال تو ہوتا ہے بد دماغ
پہلا سا طور ہی نہیں اُس بد شعار کا

دیوے نہ ایک گھونٹ بھی ساقی جو تو پھر
ہو کس طرح علاج ہمارے خمار کا

جب سے گلے کا ہار ہوا عشق گلرخاں
آنکھوں نے سہرا باندھا ہے اشکوں کی تار کا

ظاہر جو ایک بار بھی جاوے تو یوں کہے
آنا مجھے پسند نہیں بار بار کا

سنتا ہے کب حال سنایا تو کیا ہوا
اور داغ اپنے دل کا دکھایا تو کیا ہوا

ہم سخت جاں بھی مرتے ہیں کٹ ہی اگر ہمیں
اُس سبزہ خط نے زہر کھلایا تو کیا ہوا

کہنے سے اپنے غیر کے ہمکو اُٹھا دیا
پھر تم نے اپنے پاس بٹھایا تو کیا ہوا

رہوینگے اُسکے بزم میں ہو ہو کے خاک بھی
اُس شمع رو نے ہمکو جلایا تو کیا ہوا

ساقی کا لطف عام ہے ہر بادہ خوار پر
مجکو نہ ایک جام پلایا تو کیا ہوا

تھوڑا اثر لا چکا ہے نہیں چرخ فتنہ گر
گر ایک لمحہ آج ہنسایا تو کیا ہوا

دل کی کدورتیں تو نہ کچھ بھی مٹیں اگر
مجکو گلے سے آج لگایا تو کیا ہوا

تو ہی جہاں میں ہو گیا مشہور بیوفا
گر ظلم تیرا ہم نے اُٹھایا تو کیا ہوا

آویگا اپنے حال پہ ظاہر کبھی تو رحم
دشمن نے اُنکو جا کے سکھایا تو کیا ہوا

چاندکی سیر تھی تھے تھی بغل میں یار تھا
چرخ نے وہ ہی دیا جو جو مجھے درکار تھا

وصل کا پیغام تو کیسا کہ اُن کو دیکھ کر
حال دل کہنا بھی ہمکو ہوگیا دشوار تھا

جُبہ و دستار تک بھی بیچکر مے پی گیا
نام کو زاہد تھا یارو پر بڑا مکار تھا

باتوں ہی باتوں میں اُس سے ہوگیا اقرار وصل
آگیا دم میں مرے گو وہ بڑا عیار تھا

دیکھکر اُس شمع رو کو بزم میں سے ہمدموں
یار تھا یا غیر تھا جلنے سے سبکو کار تھا

ایک جلوے سے بتوں کے یہ ہوا عالم کہ ہم
دیکھتے ہیں جسکو وہ پہنے ہوئے زنار تھا

جان کو جلنے کا دل کو نالہ و فریاد کا
کچھ نہ تھا تو آنکھ کو رونے ہی کا آزار تھا

ق

ابتدائے عشق میں اچھا ہوا ہم مر گئے
لینے کس کسکی خبر اک گھر کا گھر بیمار تھا

غیر کو اچھی طرح دیکھو کہ ظاہر مر گیا
وہ ہی آنکھوں میں تمہاری کب کھٹکتا خار تھا

دل کو تو الفتوں سے سروکار ہو گیا
اور دیکھنے کا آنکھ کو آزار ہو گیا

جس دن سے دور مجھ سے مرا یار ہو گیا
جینا بھی ایک دم مجھے دشوار ہو گیا

الفت سے جبکہ دل کو سروکار ہو گیا
رونے کا رات دن مجھے آزار ہو گیا

بچتا ہی میں رہا یہ کہوں کیا کہ ہمدمو
تیر مژہ کا دل پہ مرے وار ہو گیا

قسمت میں پائمال جو ہونا تھا ہمنفس
میں رفتہ رفتہ مائل رفتار ہو گیا

غصہ میں آ کے جامہ سے باہر ہوا وہ شوخ
اور میں یہ خوش ہوا کہ مرا کار ہو گیا

میں نے کہا کہ میں ترے ابرو پہ مر گیا
وہ لیکے سامنے مرے تلوار ہو گیا

زلف اسکی رخ پہ ناز سے بکھری تھی پر مجھے
مشکل حصول دولت دیدار ہو گیا

تیری جفا پہ رخ بھی نہ کرتا تری طرف
پر اپنے دل کے ہاتھ سے لاچار ہو گیا

کیا کیا نہ ناز فتنۂ محشر کو تھا مگر
شرمندہ دیکھ کر تری رفتار ہو گیا

خالی گیا نہ وار خدنگ نگاہ کا
کچھ دل فگار کچھ جگر افگار ہو گیا

کیا خاک ہو شفا کی توقع کہ میں نے ہائے
جس سے کہا یہ حال وہ بیمار ہو گیا

نفرت تو دیکھو خواب میں اسکے گیا تو وہ
گھبرا کے خواب ناز سے بیدار ہو گیا

ہمکو امید کیا ہو جب اس التفات پر
اغیار کی بھی شکل سے بیزار ہو گیا

ظاہر کی وضع یہ تو نہ تھی پر کچھ ان دنوں
زاہد کی ضد سے رند قدح خوار ہو گیا

دوست جو تھا وہ ترے ہاتھ سے برباد رہا
اور دشمن تری محفل میں سدا شاد رہا

تیرے کوچے میں ہمیشہ ہی عدو شاد رہا
یہ وہ جنت ہے سدا جس میں کہ شداد رہا

بزم اغیار میں شب پھر ستم ایجاد رہا
تا سحر شغل مرا نالہ و فریاد رہا

جاں کنی سے تھی غرض اُسکو تلاش معشوق ... ڈھونڈتا کوہ میں شیریں کو ہی فرہاد رہا
حیف ہے مہر و محبت کو بھلایا تم نے ... اور یہ ظلم و ستم ہی تمہیں اک یاد رہا
دم مسافر ہوا عاشق کا ترے نام کے ساتھ ... مرتے مرتے بھی ترا نام اُسے یاد رہا
کچھ تو ثمرہ بھی وفا کا مجھے ملتا ظالم ... میں سدا یوں ہی اُٹھاتا تری بیداد رہا
ہائے افسوس سدا خنجر برّاں اپنا ... پھیرتا حلق پہ میرے ہی وہ جلّاد رہا
عشق کہتے ہیں جسے وہ ہے فقط پابوسی ... زیر تیشہ ہی ہمیشہ سر فرہاد رہا
دل دیا روئے گل اندام پہ جس نے ہمدم ... نکہت گل کی طرح یوں ہی وہ برباد رہا

تو نے ظالم کبھی ظاہر کا نہ پوچھا احوال
اور وہ کرتا تجھے کیا کیا نہ سدا یاد رہا

کچھ تو کرتا وہ ستم ہمپہ جفا کار رہا ... اور ستم سہنے کا کچھ ہمکو بھی آزار رہا
بزم میں رات سحر تک تری اغیار رہا ... اور روتا ترا عاشق پس دیوار رہا
نہ تو بت خانہ سے مطلب ہے نہ کعبہ سے غرض ... اپنا مسکن تو سدا کوچۂ دلدار رہا
کبھی کرتا تھا مجھے تیغ نگہ سے زخمی ... کبھی ابرو کی دکھا تا مجھے تلوار رہا
بوسہ اُسکے لب شیریں کا میسّر کیا ہو ... بات کرنے سے بھی ہر دم جسے انکار رہا
تا کرے تجکو خبر تنگ وہ ہو کر ظالم ... چھیڑ کرتا ترے درباں سے میں بار رہا
بڑھ گیا ملت و مذہب سے قدم یہ کہ مجھے ... کہ نہ کچھ سبحہ و زنّار سے اب کار رہا
کبھی غمزہ سے کیا قتل کبھی عشوہ سے ... ہمپہ کیا کیا تو ستم کرتا نہ اے یار رہا

ہائے ظاہر کو نہ ظالم کبھی پوچھا تو نے
کہ یہ محنت زدہ کس غم میں گرفتار رہا

فکر تمکو گر نہیں ہے نامہ کی تحریر کا
کیا گلہ تم سے کروں لکھا مری تقدیر کا

غیر کی جانب ہی مائل دل بت بے پیر کا
طور ہے اُلٹا ہی ابتو نالہ کی تاثیر کا

بیخودی دکھلائیگی اور آگے کیا کیا دیکھئے
کچھ ابھی سے ہمپہ عالم ہے یہاں تصویر کا

عشق کی دولت ترے کوچے میں اُٹھیں ذلتیں
فکر نے عزت کا ہے نہ قصد ہے توقیر کا

خاکساروں کی الٰہی اُس گلی میں خیر ہو
آج بیڑا کھولکر بیٹھا ہے وہ شمشیر کا

پھر کہو کوئی محبت اُس سے ہمدم کیا کرے
لیکے دل برباد کردے جو جوان و پیر کا

حال دل کہتا تو ہوں اُسکو ولیکن کیا کروں
ضعف کے مارے نہیں یارا مجھے تقریر کا

ہر گھڑی ہر بار ہر لحظہ نہیں سنتا نہ سن
گاہ گاہے تو سنا کر حال اس دلگیر کا

تیغ ابرو سے کیا ہو قتل جس نے اک جہاں
وصف کیونکر ہو بیاں اُسکی نگہ کے تیر کا

تمکو نفرت ہے تو ہو اپنی تسلی کے لئے
ہے تصور میں کھچا نقشہ تری تصویر کا

بیقراری جب میں دل کی کرتا ہوں ظاہر بیاں
ہنستے ہیں سن سن کے وہ مطلب مری تقریر کا

کوئی تجھ سا نہ فتنہ گر ہوگا
اور نہ ظاہر سا لیے جگر ہوگا

جب کہوں وصل فتنہ گر ہوگا
ہنسکے کہتا ہے تیرا سر ہوگا

تجھکو اے چرخ دم میں پھونکونگا
میرے نالوں میں جب اثر ہوگا

دیکھئے کونسی وہ شب ہوگی
جب مرے گھر میں وہ قمر ہوگا

یا خدا اس غریب خانہ میں
بت کافر کا کب گزر ہوگا

میر سنئے لوٹے کھچاتے ہیں ناصح
دشت وحشت میں پھر گزر ہوگا

آرہیگا کبھی تو ادھر پھر کر
اُسکے کوچے میں جب گزر ہوگا

لائیو بو صبا تو اُس گل کی
گر چمن میں ترا گذر ہوگا

اُڑ چلا ہوں میں اپنی آہ کے ساتھ
اے فلک تجھپہ اپنا گھر ہوگا

میری جانب سے ہے غبار بھرا
دل میں کیا خاک اُنکے گھر ہوگا

کار بنتا نظر نہیں آتا
نالہ جبتک نہ کارگر ہوگا

باتوں باتوں میں لیلیا بوسہ
کوئی تجھسا نہ مُفت بر ہوگا

دولت وصل ہاتھ آئے گی
جب وہ پہلو میں سیمبر ہوگا

دیکھئے اُس پری کے وصل سے کب
نخل امید بار ور ہوگا

ظاہر اور بوسہ آپ سے مانگے
کوئی بے شرم مُفت بر ہوگا

دل مرا پہلو سے کیا جاتا رہا
زندگانی کا مزا جاتا رہا

یہہ مزا پایا فراقِ یار میں
غم مجھے اور غم کو میں کھاتا رہا

یار کے ملتے شب مہتاب میں
درد ہجرت کا گلا جاتا رہا

آہ کی تاثیر سے ہر روز یار
میرے گھر میں بارہا آتا رہا

خوب آتے ہیں مزے جب دلربا
گالیاں مجکو سناجاتا رہا

آئینہ کو دیکھتے ہی یار کا
خود نمائی کا مزا جاتا رہا

وہ برہمن جب مسلماں ہو گیا
جبہ سائی کا مزا جاتا رہا

سوال اُس سے کیا کیجئے کیا جواب
جو دے سیدھی باتوں کا اُلٹا جواب

عبارت ہی خط کی مرے لاجواب
وہ بھیجینگے مجکو بھلا کیا جواب

جواب خط آتے ہی ہیں جی گیا
ندے صاف آئینہ سلما جواب

کوئی خط لکھے تو بھلا کیا لکھے
نہیں وہاں سے برسوں ہیں ملتا جواب

بجا ہے یہ لاف نزاکت مگر
تجھے آئینہ دیگا اس کا جواب

کہو تم ہزاروں سنوں ہیں نہ ایک
نہیں اس سے بہتر تمہارا جواب

ترے روئے روشن پہ وہ خال ہیں
نہیں جس کا عقد ثریا جواب

کئے تم نے ظاہر ہزاروں سوال
مگر اُن سے کچھ بھی نہ پایا جواب

مضطر نہ کیوں خزاں میں ہو جان عندلیب
کیا بن بنا کے بگڑا ہے سامان عندلیب

تڑپے نہ مرغ جاں قفس جسم میں کبھی
ہو فصل گل جو تابع فرمان عندلیب

اک گل نے گوش دل سے نہ ہمکو سنا کبھی
کیا ہے اثر ہیں نالہ و فغان عندلیب

جی چاہتا ہے فصل بہاراں میں باندھئے
دامان گل سے گوشہ دامان عندلیب

کیونکر جلے نہ مزرعہ امید باغباں
ہے برق ریز نالہ سوزان عندلیب

دکھلاتی ہے جو موج نسیم بہار تیغ
اُڑتے ہیں مثل بوئے گل اوسان عندلیب

ٹوٹا ہزار بار دل اُسکا خزاں میں پر
ٹوٹا کبھی گلوں سے نہ پیمان عندلیب

کیونکر پھنسی نہ دام رگ گل میں اُسکی جان
اے باغباں یہ دام ہے شایان عندلیب

بے دیکھے یار کے نہیں تھمتا ہے درد دل
گل کے سوا نہیں کوئی درمان عندلیب

ملتی ہے پائے گل پہ وہ آنکھیں تو کیا ہو
اس بات سے بگڑتی نہیں شان عندلیب

کس طرح سے اُڑائے نہ ظاہر وہ چہچہے
گل اور چار روز ہیں مہمان عندلیب

یہ حال لاغری سے تنِ ناتواں ہے اب
وہ مجھسے پوچھتے ہیں مجھے وہ کہاں ہے اب

عاشق کو تاب ضبط تمنا کہاں ہے اب
منہ آپکی کمر کا فقط درمیاں ہے اب

سکاں تہہ فلک کے اڑاے دھوئیں مدام
کیا ہمکو شغل نالۂ عرش آشیاں ہے اب

جان جہاں ہو تم اُسے تم پر ہے اختیار
گویا رقیب مالک جان جہاں ہے اب

ہیں اشک سرخ جیسے رُخ زرد پر رواں
باہم سرے چمن میں بہار و خزاں ہے اب

اِتنا گھلا دیا ہے مجھے سوز عشق نے
مانند شمع جسم تمام استخواں ہے اب

کچھ رنج ہے الم کا نہ راحت کی کچھ خوشی
گردش اسی طرح جو تجھے آسماں ہے اب

مرتا ہوں مرگ غیر کی حسرت میں رات سے
مردے کو اُسکے تم نے رکھا مہماں ہے اب

وہ نور ہے کہ رات کو جلتا نہیں چراغ
ہمنے لیا جو اُسکی گلی میں مکاں ہے اب

ڈرتا ہوں دشمنوں کے نہ ہو دردسر ترے
آہوں کا گھٹ رہا مرے گھر میں دھواں ہے اب

سننے سے اُسکے غیر کی شب نیند کٹ گئی
تیغ جفائے یار ہمارا بیاں ہے اب

اقرار کو ثبات نہ انکار کو قرار
اے گل تری زبان کے نیچے زباں ہے اب

کس کس خرابیوں سے نکالا گیا تھا کل
پھر آج یہ سنا ہے کہ ظاہر وہاں ہے اب

ڈرتے نہیں کبھی اثر بد نظر سے آپ
بن ٹھن کے وقت شام نکلتے ہیں گھر سے آپ

یہ کیا سبب ہے آتے ہیں جب کہ گھر سے آپ
ہیں بند بند عاشق شوریدہ سر سے آپ

کیا حال زار اُنکو دکھاؤں کہ ضعف سے
پوشیدہ ہو گیا ہوں ہیں اپنی نظر سے آپ

آنکھوں میں پھر رہے ہو رکھونگا میں آنکھ بند
دشمن کے پاس جاؤگے دیکھو کدھر ہو آپ

دریا سا ہو گیا ہے مرے اُنکے درمیاں
ہیں دوستوں بتنگ ہوں میں چشم تر سے آپ

روشن کہیں تو خانۂ تاریک ہو مرا
باہر مری نظر ہیں ہیں شمس و قمر سے آپ

لپٹیں وہاں سے آتی ہیں خوشبوئی سالہا
اک بار ہو نکلتے ہیں جس رہگذر سے آپ

گو میرا ہی بیاں ہے پہ آتا ہے مجکو رشک
سرگوشی اسقدر نہ کریں نالہ بر سے آپ

مسدود ہے جو باب اجابت تو غم نہیں
نصرت مری دعا کو ہے روئے اثر سے آپ

دشمن کا گھر تو کیا ہے جلادوں ہیں یہ فلک
تف ابھی نہیں مرے سوز جگر سے آپ

دیکھی ہے کس کی زلف پریشاں بتائیے
بیٹھے ہیں ظاہر آج پریشاں سحر سے آپ

تم نہ آئے جو یار ساری رات
کچھ عجب مشکل سے گزاری رات

تھی جو شب انکی انتظاری رات
کی نہ کیا حسرتوں نے خواری رات

رخ و گیسو کی یاد ہیں ہمکو
سخت ہوتا ہے روز بھاری رات

اٹھ گئے بر سے تم تو صورت شمع
ہمنے رو رو کے ہے گذاری رات

وہ قضا جو کبھی نہیں ٹلتی۔
سخت جانی سے میری ہاری رات

ہو نصیب عدو الٰہی وہ۔
ہائے جیسی کٹی ہماری رات۔

برق نے آن کر قدم چومیں۔
تھی یہ کچھ ہمکو بیقراری رات

اپنے جامہ سے ہم ہوئے باہر
تم نے پوشاک جب اُتاری رات

لطف بے شرمیوں کا ہے شب وصل
خوب ہی شغل بادہ خواری رات

بیقراری میں کون پوچھے بات
غش بھی مجھ پہ ہوا نہ طاری رات

تو نہ آیا تو تیغ فرقت سے
لگ گئے دل میں زخم کاری رات

اُنکے دل کی کدورتیں نہ گئیں
کی بہت ہمنے اشکباری رات

دل کو زلفیں پسند چشم کو رخ — یہی رہتی تھی بحث ساری رات

ق

آخرش فیصلہ یہی ٹھہرا — دن تمہارا ہے اور ہماری رات

دل کو یوں دیں تسلیاں ظاہر — تھی بہت اُسکو بیقراری رات

اب وہ آتا ہے اب وہ آتا ہے

تھی زباں پر یہ بات جاری رات

ہے محبت کا یہ جفا باعث — امتحاں ہے نباہ کا باعث

خفگی ہے نہیں کھلا باعث — بیوفا کچھ مجھے بتا باعث

مجھ سے کیوں بند بند رہتا ہے — نہ کھلا اسکا دلربا باعث

تیری مژگاں رخنہ گر ظالم — کیوں ہیں برگشتہ مجھسے کیا باعث

میرے ملنے سے ہے تجھے انکار — کیا سمجھتا ہے بیوفا باعث

شب نہ رہنے کا جو سبب پوچھا — ہنسکے بولے بتاؤں کیا باعث

ہیں جو عاشق بتوں پہ ہوں ناصح — جانتا اسکا ہے خدا باعث

تجھ پہ کچھ دل پیا ہی جاتا ہے — نہیں معلوم دلربا باعث

ہم وفا دوست ہیں جفا دشمن — بیوفائی کا ہے وفا باعث

تیرے آگے مری خموشی کا — ہے تری چشم سرمہ سا باعث

تم سا دیندار حضرت ظاہر

ہے در بت پہ جبہ سا باعث

اُس صنم کا کیا کہوں کیا تھا مزاج — غیر منہ سے کیا لگا بگڑا مزاج

وصل ہوتا ہے وہ آتا روز ہے — عالم بالا پہ ہے اپنا مزاج

رنگ زرد و آہ سرد و چشم تر — ایک دل پوچھے بھلا کس کا مزاج
خود نہ آئے اور نہ خط بھیجے وہ شوخ — عاشقوں کا خاک ہوا چھا مزاج
تجھ صنم کے آتے ہی جانے مرا — ہو گیا عشاق میں عنقا مزاج
دلربا پوشاک کھو لو سو رہو — عاشقوں میں بڑھ گیا اپنا مزاج

وقت رخصت کے وہ آیا پوچھنے
کیا ہے ظاہر تیرا ہے کیسا مزاج

کیا کریں فکر ہم سخن کے بیچ — کہ زباں ہی نہیں دہن کے بیچ
جیسے شعلہ کی ہو دھوئیں میں چمک — دل ہے یوں زلف پر شکن کے بیچ
وائے رے لاغری کہ تن میرا — بن گیا تار پیرہن کے بیچ
تیرے گیسوئے عنبر آگیں سے — دل ہے جوں مشک کا ختن کے بیچ
ناخن تیغ جاں ستاں سے ترے — چاک سو ہیں قبائے تن کے بیچ
اللہ اللہ رے لطافت حسن — سو بناؤ ہیں سادہ پن کے بیچ
تیری رفتار ناز میں ہے کلام — لغزشیں لاکھ ہیں سخن کے بیچ
پھول کو دیکھ پھولتی ہیں خوب — بلبلیں سیکڑوں چمن کے بیچ
ایسے گوہر کہیں نہیں پیدا — دانت ہیں جیسے اس دہن کے بیچ
اب تو اغیار آپ کے ہمراہ — روز رہتے ہیں انجمن کے بیچ
خاک ہے زر ہی کان میں جبتک — قدر تیری نہیں وطن کے بیچ
دیکھ دام بلا ہے وہ اے دل — پھنس نہ گیسوئے پر شکن کے بیچ
رنگ دشنام بات میں ہے ضرور — کچھ تو لذت رہی سخن کے بیچ

خار اُلجھا ہو جیسے دامن میں — یوں مرا تن ہے پیرہن کے بیچ
جیسے فانوس میں ہو شعلہ شمع — یوں ہوں میں تفتہ جاں بطن کے بیچ
شب فرقت میں سہل تھا مرنا — دم نہیں لاغری سے تن کے بیچ
زندگی میں بہت رہے ہم تنگ — پاؤں پھیلائینگے کفن کے بیچ
ہیں جو روتا ہوں سامنے اُس کے — شمع ہنستی ہے انجمن کے بیچ

آنکھ ہے پر نظر نہیں آتا
مثل نرگس ہیں ہم چمن کے بیچ

چھوڑ دو تمنے بنائی ہے جو اغیار کی طرح — اور کر لو وہی تھی پہلی جو دلدار کی طرح
ہو گئے ہیں وہ کسی جائے پہ عاشق بیشک — ان دنوں بنگئے جو مجھسے طلبگار کی طرح
مجھسے میخوار کی کیا چال پسند آئی اُسے — قاضی صاحبنے بنائی ہے جو میخوار کی طرح
مجکو آتے ہیں مزے موت کے ہر روز نئے — تمنے جس دن سے بنائی ہے ستمگار کیطرح
دل تو پہلو میں رہا چشم پہ آئی آفت — باندھی آنکھیں مری جو تمنے گنہگار کی طرح
ہجر کے صدمہ سے مر جاؤنگا اک روز ضرور — نظر آتی ہے جو بگڑی دل بیمار کی طرح

وصل ہو جائیگا بے شبہہ نہ گھبرا ظاہر
ان دنوں سیدھی نظر ہے مری دلدار کی طرح

خط نے جب گھیر لیا یار کا رُخ — خود بخود پھر گیا اغیار کا رُخ
تمنے پہنی ہے بسنتی پوشاک — زرد ہے عاشق بیمار کا رُخ
ہو گیا روز جدائی شب ہجر — کھلا سوتے میں جو اُس یار کا رُخ
قبر میں بھی طرف میخانہ — پھر گیا رند قدح خوار کا رُخ

ہوں وہ آرام بیٹھا ہیں -
دیکھ کر سایہ دیوار کا رُخ

خواہش بادہ ہے ہمکو دیکھیں
کب مرے ساقئے میخوار کا رخ

سجدے کرتے ہیں اُدھر کو عاشق
ہے جدھر کوچہ دلدار کا رُخ

جی میں ہے آہ برسائیے آگ
جھلسئے آج شب تار کا رُخ

ہوگیا اپنا تو لو سارا زمانہ دشمن
پھرتے ہی اُس بت عیّار کا رخ

ڈھانک لیتے ہیں وہ مُنہ برقعہ میں
دیکھ کر طالب دیدار کا رُخ

حُسن غصہ نے بڑھایا ظاہر
سُرخ ہے اُس بت میخوار کا رُخ

ہے مرا دم شرر فشاں صیاد
نہ جلے تیرا خانماں صیاد

ہر جگہ ہے مری گرفتاری
اپنے حق میں ہے کل جہاں صیاد

کوئی صورت نہیں رہائی کی
جب تلک ہو نہ مہرباں صیاد

عندلیبیں ہزار نالاں ہیں
خوب سُنتا ہے داستاں صیاد

تو مرا آشیاں جلا سکتا
بے اثر ہوگئی فغاں صیاد

باندھے رکھتا ہے پر قفس میں بھی
بے نہایت ہے بدگماں صیاد

کیونکہ ہو گفتگو اسیروں میں
ہے ترا خوف پاسباں صیاد

ہو جو بشکل رہائی منت سے
روز جو ہیں ہم آشیاں صیاد

نالہ و آہ عندلیب سے ڈر
وہ بہت ہے شرر فشاں صیاد

دام گیسو میں مبتلا خود ہوں
تو ہے کیوں مجھ سے بدگماں صیاد

گُل داغ جدائی دیتا ہے
تجھ پہ ظاہر ہے مہرباں صیاد

درد سر کا جو کبھی یار نے مانگا تعویذ
لکھ کے خون سر اغیار سے بھیجا تعویذ

مہروش اتنے چمکتی ہیں تری ہیکل ہیں
ہو گئے رشک دہ عقد ثریا تعویذ

شام کا صبح کو تارا نظر آیا ہمکو
تو نے چوٹی ہیں سنہری جو جوڑا تعویذ

نہ گئی بعد فنا بھی دل مضطر کی تڑپ
لاکھ باری مرے مرقد کا اچھالا تعویذ

جسکی تاثیر سے وہ رشک پری ہو تسخیر
عمر بھر ہمنے نہ اس طرح کا پایا تعویذ

اتنے عرصہ میں بہت غم نے گھلایا مجکو
جتنے عرصہ میں مرے ہاتھ کا کھولا تعویذ

مجکو آزار نظر آے جو بیحد و شمار
بست دربست کا مرے لیے لکھا تعویذ

آگیا مہر قیامت طرف برج حوت
تمنے بازو میں سنہری نہیں باندھا تعویذ

جسم کو آپکے کشتی کے جو موسا دیکھا
سنگ موسے کا مری قبر پہ رکھا تعویذ

ہمنے آزار محبت کو غنیمت سمجھا۔
کبھی طفلی میں بھی بازو پہ نہ باندھا تعویذ

دیکھنا طرز ستم مجکو جو زخمی دیکھا
مشک سے لکھکے گلے میں مرے ڈالا تعویذ

شعر یہ حضرت صابر کا اسے لکھ بھیجا
ہمکو ظاہر جو ستمگار نے بھیجا تعویذ

تیرے بیمار محبت کا خدا حافظ ہے
کہ موثر نہیں ہوتا کوئی گنڈا تعویذ

کیا ہوا اس کی چشم کا بیمار
روز ہوتا ہے اک نیا آزار

پی گیا مے وہ زاہد دیندار
بیچکر اپنا جبہ و دستار

چھوڑ کر خوے بد ستم آثار
مجھ پہ کر رحم بانئے آزار

نہیں ملتا ہے کرکے وہ اقرار
اپنے فن کا ہے وہ بڑا عیار

ہیں گنہگار اور تو ستار
بخشو مجکو اے مرے غفار

کھینچتا کس لئے ہے تو تلوار
کام کردے گی ابروے خمدار

غیر کے کہنے سے بلاعث
آج وہ مجھ سے ہوگیا بیزار

کوچہ یار میں نجانا دل ۔
موت کے ورنہ آئیں گے آثار

عشق نے مجکو یہ دیا سامان
نزلہ ہے درد سر ہے اور بخار

جنت و خلد کو میں بھول گیا ۔
جب سے دیکھا ہے کوچۂ دلدار

وصل کے مزے اُٹھائے تھے
تنہا شب کو جو ملگیا سرشار

بیگنہ ہوں میں اور ہوں بیجرم
مجھ پہ کیوں کھینچتا ہے تو تلوار

گالیوں میں جو پائے ہیں ۔
سننا چاہوں ہوں ہر گھڑی گفتار

جبکہ نالوں نے اُسپہ اثر کیا
اُس نے اپنا دکھا دیا دیدار

دیکھ اب بھی سنبھل نہ مرجانا
تو جو ظاہر ہے عشق کا بیمار

کب تلک مجھسے رہیگا بیخبر
رحم کر او بیمروت رحم کر

تونے دیکھا بھی نہ اُسکو آنکھ بھر
مرگیا کشتہ ترا او بیخبر

عشق بازی میں ہیں سو لذتیں
اک ذرا سا جان کا تو ہی ضرر

آسماں مجکو ستاتا ہے بہت
کیا سمجھتا ہے فغاں کو بے اثر

تونے پھونکے ایکدم میں فلک
الحذر اے آہ سوزاں الحذر

اب نہیں مجھ سے ملاتا کوئی آنکھ
پھر گئی بیدید کی جب سے نظر

درد فرقت سے ابھی مرجاؤنگا
یار کی جلدی سے لا قاصد خبر

ہے نگاہ قہر بھی ہم سے دریغ
پڑتی ہے دشمن پہ الفت کی نظر

کی نہ اُف میں نے کبھی اے شعلہ رو
سوزِ فرقت سے جلے جان و جگر
ہے کبھی رُخ کی کبھی گیسو کی یاد
شغل رہتا ہے یہی شام و سحر
کیا قیامت ہی کہوں جب حالِ دل
کہتے ہیں آگے مرے بک بک نہ کر
باندھی جائیگی کبھی میری طرح
زلف بیڈھب جو چڑھی ہے اُنکے سر
کیا وہ مہ مہماں قریب خانہ ہے
خود بخود روشن ہے شب میرا گھر
کوچۂ جاناں میں پھر آیا ہے تو
چومتے پاؤں ترے اے نامہ بر
واسطہ دیتا ہوں پیغمبر کا میں
جلد لا پیغام یار اے نامہ بر
واہ رے بزم تصور ناز سے
کیا لپٹ جاتا ہوں بے خوف و خطر
اسقدر ہیں پیچ راہِ عشق میں
بھول جاتے ہیں یہاں رستہ خضر

کب تلک بھٹکیگا ظاہر دیر میں
چھوڑ بُت کو اور خدا کی یاد کر

میخانے میں تھا دھیان مری بے وطنی پر
ساقی نے جتایا مجھے توبہ شکنی پر
وہ باندھتے تھے اپنی کمر راہزنی پر
آزردہ ہوئے کلمۂ اللہ غنی پر
پیو ہونگا تو کیا جانیے کیا کیا میں کہونگا
دیکھو نہ کرو طعن مری کم سخنی پر
میں تیر کی مانند پہونچتا وہاں اُڑکر
افسوس مری لاغری اک دل نہی پر
ہے ہم سے فقیروں کی حیات اور ممات ایک
کرتے ہیں گماں کفن اپنی کفنی پر
وہ کان میں ہے اور یہ ہے تیرے دہن میں
دانتوں کے ترے فرق ہے ہیرے کی کنی پر
رنگ پنا جمے گا تو اُکھیڑونگا میں اُنکو
گو غیر لگا دینگے مجھے اپنی ہنی پر
جس روز سے سوکھے ہیں مرے خون کے آنسو
حرف آگیا تسبیح عقیق یمنی پر

اے آہ اکھیڑا نہ کبھی غیر کو وہاں سے
ہو خاک بھروسہ تری گردوں فگنی پر

روشن کیا محفل کو زمانے کی زباں سے
اے شمع یہ لسّانیاں اس بیدہنی پر

کی مینے کی غصّہ میں اُنکی تو ملے وہ
رحم آیا بہت اُنکو مری کم سخنی پر

پھنس جائے کہیں تجھسا بشر سچ ہے یہ ظاہر
انسان کا کچھہ بس نہیں چلتا شدنی پر

نہ وہ بت اور نہ بُت کدہ بہتر
سب سے ہے الفتِ خدا بہتر

آنکھہ مجھسے لڑائے جاؤ تم
یہ لڑائی ہے دلربا بہتر

زلف سے چھٹ گیا دل آوارہ
ایسی آزادی سے پھنسنا بہتر

نہ دیا بوسۂ دہن تم نے
نہیں تنگئے حوصلہ بہتر

قدر یوں اپنے حُسن کی ہے تجھے
خود نمائی ہے خود نما بہتر

کیوں نہ ہو ناز حُسن پر جلوہ
کوئی ہے تجھسے دلربا بہتر

رنج میں راحتیں ہیں عاشق کو
میرے حق میں ہے یہ جفا بہتر

روز جلوے نئے میں دیکھتا ہوں
رند تم سے ہے زاہدا بہتر

پیش زاہد کروں نہ سجدۂ بُت
کب عبادت میں ہے ریا بہتر

میرے نزدیک بادشاہ سے ہی
کوچۂ یار کی گدا بہتر

اپنے ظاہر سے تم ملے جاؤ
ہے یہی بات دلربا بہتر

موئے ہم اس ستم بے حساب کے اوپر
گمانِ سحر ہے اُنکے شباب کے اوپر

نفرین اب عذابِ صلیب کے اوپر
کہ جان جاتی ہے زاہد شراب کے اوپر

کرم کرو دلِ بے صبر و تاب کے اوپر
رکھو حساب نہ روزِ حساب کے اوپر

دکھائیے لعل نمک سا دلِ برشتہ کو
نمک یہ آپنے چھڑکا کباب کے اوپر

مثال برق تمہیں بھی نہیں قرار کبھی
ہنسو نہ تم دلِ پر اضطراب کے اوپر

شکست جام و سبو کا بہانہ ہی پر شیخ
گئے ہیں میکدہ ہر اجتناب کے اوپر

تو شور بخت ہے ایسا نہ ہو نشہ اڑ جائے
نظر نہ ڈالیو زاہد شراب کے اوپر

مراد نشہ سے کچھ کیفیت نہیں زاہد
مرے ہی جاتے ہیں ہم تو شراب کے اوپر

شمار بوسہ ہی رخ پر نشاں ہونگے ضرور
کہ مُہر چاہئے ہر حساب کے اوپر

سیاہ روئے عبارت کا ہے مآل ہی شیخ
کہ تمکو میل ہے حضرت خضاب کے اوپر

حلاوتیں لب شیریں میں ہیں یہ قدر یہی
کہ رغبت اتنی نہیں شہد ناب کے اوپر

یہ رخ ہیں گرمی ہی اس شعلہ رو کے مثل پتنگ
جلیں ہزار نگاہیں نقاب کے اوپر

تمہارے محو تحیر کی ہے یہ بیداری
مدام ہے غلبہ جنکو خواب کے اوپر

خدا نے خال بنایا رخ کتابی پر
کہ مُہر کرتے ہیں ملک کتاب کے اوپر

نہ آیا رخ کی چمک سے نظر وہ شوخ ہمیں
نگہہ حجاب ہوئی آفتاب کے اوپر

قدم نہ ہمیں رکھا ای شہسوار توسن ناز
گمان چشم عدو ہی رکاب کے اوپر

کتابی رخ پہ تمہارے دہن نہ ہو کیونکر
کہ میم لکھتے ہیں ہر انتخاب کے اوپر

وہ بے نیاز ہیں سرگرم شرح شوق وصال
سوال لب پہ نظر ہے جواب کے اوپر

یہ نیچی نیچی نگاہیں یہ فتنہ انگیزی
تمہاری شوخی ہی غالب حجاب کے اوپر

چھپانے سے بھی ہو رازِ دل تمام ہی ظاہر
پڑا ہے پردہ غفلت جناب کے اوپر

ترے عناب لب کا ہوں بیمار
دے مجھے اپنا شربتِ دیدار

آگیا دم میں میرے وہ عیّار
وصل کا تجھ سے کر گیا اقرار

میرے گھر بیچ آئے وہ دلدار
نذر دل کو کروں جگر کو نثار

ہے شبِ زلف مانعِ دیدار
کھول دو اپنا روئے پُرانوار

نقدِ جاں اُسپہ کر چکا ہوں نثار
یار سے دل پہ کیا کروں تکرار

کس سے فریاد میں کروں یارب
اِک زمانہ ہے اُسکا عاشق زار

وائے حسرت موا میں شادیِ مرگ
وصل کا اُس نے جب کیا اقرار

میرے عیسیٰ کو آئی کیا کیا شرم
ہوا تشخیص جب مرا آزار

داغِ دل بن گئے گلِ نرگس
نرگسی چشم کا ہوں عاشق زار

کوسوں اُڑ جاتا ہوں ہوا کے ساتھ
نکہتِ گل ہوا ہے جسمِ زار

بن بلائے تو آئیگا گھر میں
ہے مقدر میں گر ترا دیدار

جلتے ہی سوزِ رشک سے میرے
زندگی میں ہوئے عدو فی نار

آج تھی خوابِ مرگ کی امید
سو قیامت سُنے تری رفتار

گالیاں صاف صاف دیتے ہو
واہ کتنی سلیس ہے گفتار

زرد نیفہ پہ اُنکے گوٹ ہے سرخ
ہوئی یکجا بہم خزاں و بہار

کیا ہوا رنگ و روپ وہ ظاہر
کچھ نہ کچھ ہو گیا تجھے آزار

شکر ہے ہم رہے آں حال پہ جاہل ہو کر
دیکھو کیا ماہ کا عالم ہوا کامل ہو کر

آئی تھی بن کے قیامت شبِ قتلِ عاشق
گھٹتی گھٹتی وہ ہی تیغ پہ ترے تل ہو کر

جوبن آیا تھا کوئی دن کیلئے ہم پہ مگر / رہ گیا آپکے انداز پہ مائل ہوکر

وہ بلا نوش ہوں میں بنگئی جاں پہ اُسکے / جو بلا آئے مری جان پہ مشکل ہوکر

ہم ہیں اس دشت میں وہ عاجزی پیشہ مجنوں / چلتے ہیں زیر قدم سایۂ محمل ہوکر

لطف اُٹھے مرے غمخواروں کا تمکو ظاہر
دو گھڑی گر مرے پہلو میں رہو دل ہوکر

آئے کیا راز نہاں تیرا زباں پر غمّاز / ہے تیرے تن کی صفا آئینہ پیکر غمّاز

بوسہ لیتا ہوں تو ہوتا ہے نشان بوسہ کا / ہے نزاکت تری رشک مہ انور غمّاز

میں تو تڑپا بھی نہیں حرف سی قاتل دم ذبح / خون سے بھرکے ہوا ہے ترا خنجر غمّاز

چغلیاں اُنکی وہ کھاتا نہیں اُنکے آگے / پاتا رہتا ہے جو اغیار سے کچھ زر غمّاز

یا الٰہی مری کس بات کی اُنکو ہے تلاش / ہر جگہ پوچھتے پھرتے ہیں جو اکثر غمّاز

ہر کوئی آپ سے کہدیتا ہے حال ظاہر
بنگیا ضد سے مری آپکا سب گھر غمّاز

روز جاتا ہے پیمبر دو مرا اغیار کے پاس / اور آتا نہیں مجھ طالب دیدار کے پاس

اللہ اللہ رے ضد پھر نہ رہا وہ گھر میں / میں نے اِک گھر جو لیا کوچۂ دلدار کے پاس

گھیرے رہتا ہے ترا غم میرے کو اس طرح / جیسے رہتے ہیں نگہبان گنہگار کے پاس

دل میں بے آگ جلے جاتے ہیں زاہد اور شیخ / رند کچھ بیٹھتے اُٹھتے ہیں جو خمار کے پاس

تنگ ہوں زیست سے یہانتک کہ مدام اے ناصح / ڈھونڈ کر شہر میں جاتا ہوں ستمگار کے پاس

دولتِ حُسن رقیبوں ہی میں لٹتی ہے مگر / کبھی آتی نہیں مجھ طالب دیدار کے پاس

نہیں معلوم مزے اُس نے اُٹھائے کیا کیا / دل جو جاتا ہے سدا اپنے دل آزار کے پاس

غیر کے گھر کے بہانے کو بہانا تو ہوا
رشک پہونچے ہے مرے کوچۂ دلدار کے پاس

گاہ گاہے کی ملاقات تھی تم سے میری
بیوفا کا ہیکو آئیگا وفادار کے پاس

ہوش اُڑتے ہیں ملنے کے فغاں سے اُسکے
خاک آدے وہ بھلا اپنے گرفتار کے پاس

اپنی بدنامی کا کیوں کرتا ہے ساماں یہ دل
ہر گھڑی جاتا ہے کیوں کوچۂ دلدار کے پاس

آنکھ اُٹھا فتنۂ محشر کو نہ دیکھا اُس نے
آئے کل تیرے جو وارفتۂ رفتار کے پاس

ظاہر خستہ جگر ہے وہ نہ ہووے ظالم
اِک جواں سا ہے پڑا تیری دیوار کے پاس

نہ کہتا کچھ ولا خاموش خاموش
وہ بیٹھا ہے خفا خاموش خاموش

سوالِ بوسہ پر بولا وہ مجھ سے
سمجھتا ہوں بھلا خاموش خاموش

نہ کر باتیں کیا بدنام تو نے
ترا ہو دل بُرا خاموش خاموش

میں جانتا ہوں صنم کیوں ہے بگڑنا
نہ ہو تو بے مزا خاموش خاموش

وہ کہتا ہے بنا کے آؤ صورت
تو مجھ پر ہے فدا خاموش خاموش

نہ کہتے تھے کبھی کچھ آج بولے
یہی ہیگا بھلا خاموش خاموش

ملا وہ دلبرا ظاہر سے جس دم
تصور میں گیا خاموش خاموش

ہو گیا مجھے یار سے اخلاص
بڑھے اخلاص پیار سے اخلاص

عاشق زار کو قیامت ہے
جب نہ ہو اُسکا یار سے خلاص

قتل ہو جاتا ہے مجھے منظور
نہیں چھوڑوں گا یار سے اخلاص

کہاں قسمت خدا چھٹا دیوے
ہائے اغیار و یار سے اخلاص

نالہ و آہ ہو گئے بیکار — نہ ہوا مجھسے یار سے اخلاص
کیا کہوں کیا مزے اُٹھے شب وصل — جب ہوا شرمسار سے اخلاص

غیروں سے گھر پڑا ہے اب ماتم
ہوا ظاہر کا یار سے اخلاص

فکر شیشہ کا نہیں اور نہ ساغر سے غرض — روک کافی ہے فقط ہی مئے احمر سے غرض
دیر سے کام نہ کعبہ سے ہے مطلب ہمکو — ترے کوچہ کی محبت ہے ترے در سے ہی غرض
جب سے اُس مُلکِ قناعت کے ہوئے ہم سلطان — اہلِ دولت سے نہ مطلب نہ تونگر سے غرض
سرد مہری نے بتوں کی ہے جلایا دل کو — مجکو آتش ہی غرض ورنہ نہ اخگر سے غرض
دل کے جانے کی شکایت ہمیں لاحاصل ہے — دلرباؤں سے ہمیں کام ہی دلبر سے غرض
سیکھا ہے میری غرض نے بھی عدو کا شیوہ — نہیں نکلیگی نہ اے جان ترے گھر سے غرض
دوش پر اپنے لئے پھرتے ہی جنگل جنگل — کچھ صبا کو ہے ہمارے تن لاغر سے غرض
اے صنم چاہِ ذقن سے ہوئے تیرے سیراب — مجکو زمزم سے غرض اور نہ کوثر سے غرض
برق کی طرح وہ مجھ پر ہی گری پڑتی ہے — آپکی تیغ ستم کو ہے مرے سر سے غرض
رنگ زرد اور یہ آنسو ہیں کفایت اے دل — سیم سے ہمکو نہ مطلب ہے نہ ہی زر سے غرض
اے بتو تم سے بر آئی نہ تمنا آخر — کبھی انساں کی نکلجاتی ہے انساں سے غرض

بے ہنر کو نہیں کچھ قدر یہ سچ ہے ظاہر
باہنر ور ہیں وہ رکھتے ہیں ہنرور سے غرض

دلربا کا جو آج آیا خط — میں یہ سمجھا کہ اُسکے نکلا خط
سرِ قاصد کو اُس نے کرکے قلم — خون قاصد سے مجکو لکھا خط

ملگیا دہر کا مزا مجھ کو   میں نے سو بار اُسکا چوما خط
اُس نے پھینکا وہیں لفافے کو   ہاتھ کا میرے جبکہ دیکھا خط
اچھے قاصد مجھے بتا جلدی   میرے دلبر کا ہے جو لایا خط
میں مُوا شرم سے جو اُس نے مرا   میرے دشمن کو جب دکھایا خط

غیر سے ملتے ہیں ہمیشہ وہ
پر ظاہر کے پاس بھیجا خط

آب کوثر میں وہ نہایا خط   مے کی تلخی میں جو اُٹھایا خط
موت دیدے خدا مجھے میں نے   خواب میں بھی نہیں اُٹھایا خط
کیا ہو امید تجھ سے مرنے پر   زندگی میں نہ جب چکھایا خط
ہونٹ چاٹا کیا ہوں ساری رات   بوسۂ لب میں ہے جو پایا خط
صدمۂ ہجر سارے بھول گیا   وصل کے روز جو اُٹھایا خط
موت کا اُسکو خوف کچھ بھی نہیں   ہجر کا جس نے ہے اُٹھایا خط

جان ظاہر نے شرم سے دیدی
تم نے جب غیر سے اُٹھایا خط

سودا کیونکر نہ ہو جناب شروع   عشق کی میں نے کی کتاب شروع
کیوں نہ ہووے فدا جہان اُسپر   ڈالنی اُس نے کی نقاب شروع
گاہ مجنونی گاہ ہے سودائی -   مجکو ملنا ہوا خطاب شروع
رند کہلائیگا وہ دُنیا میں   اُس نے پینی کری شراب شروع
موسقی علم میں وہ ہوگا فرد   سیکھنا گر کرے رباب شروع

کیا ہی دونگا جواب بد اعمال
حشر میں ہوگا جب حساب شروع

قدر عشاق کیا ہو اب ظاہر
کرے دلبر جو اجتناب شروع

کس طرح سے اپنا ہو اچھا داغ
پاس تو کرتا نہیں وہ بد دماغ

جب مرے گھر میں وہ آیا دلربا
آسماں سے بڑھ گیا اپنا دماغ

زلف کو اُس کی سمجھ مار سیہ
ہوگیا بس گل وہیں گھر کا چراغ

کیوں نہ ویراں ہو چمن حیف حیف
بلبلیں تو اڑ گئیں بیٹھے ہیں زاغ

پوچھتے ہیں دل جگر کو کیا ہوا
سیکڑوں کھاتے ہیں ہم خون داغ

پھنس گیا جا کر کہاں دل زلف میں
نے پتہ چلتا ہے نے اُسکا سراغ

بیخودی سے جب وہ آیا ماہرو
ہوگیا ہے آج ظاہر باغ باغ

یہ چلا تھا جوش وحشت تو بیاباں کی طرف
کھینچ کر غمخوار پھر لے آئے زنداں کی طرف

وعدہ دشمن کی یاد آتے ہی دل کچھ بجھ گیا
ہائے خوش خوش ہم چلے تھے کوئے جاناں کیطرف

ناتوانی میں کسے تھا ہرزہ گردی کا دماغ
جوش وحشت میں نکل آئے بیاباں کی طرف

ناتوانی سے ہے پائے سعی اپنا نارسا
خاک اپنی جائے کیونکر تیرے داماں کیطرف

شوق جنکو ہے ترے لعل لب جاں بخش کا
آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں آب حیواں کیطرف

ہجر میں گر جان بھی دیجے تو کس امید پر
وہ تو آتے ہی نہیں گورِ غریباں کیطرف

ہے دل سرگشتہ ظاہر کا خدا حافظ کہ اب
خط سے نکلا تو چلا زلف پریشاں کی طرف

ہے بہت تند خو تڑاق پڑاق — اسکی ہے گفتگو تڑاق پڑاق
غیر ہے بد زباں لے دھولیں — چھڑ گئے جنگجو تڑاق پڑاق
لطف ہے گفتگو کا گرمی سے — کر رہے دو بدو تڑاق پڑاق
ٹوٹیں یارب یہ ہیں محتسب کے ہاتھ — توڑتا ہے سبو تڑاق پڑاق
جی میں ہے بت سے کیجئے چٹ چٹ — بیٹھ کر روبرو تڑاق پڑاق
اور جو آپس میں چھیڑ وہ لائیں — کیجئے گفتگو تڑاق پڑاق
یار ہے برق اور میں ہوں رعد — رہتی ہے دو بدو تڑاق پڑاق
وصل میں ہے ترت پھرت تو کیا — پھر نہ ہو یہ کبھو تڑاق پڑاق

ہمسے جھٹ پٹ وہ ہو گیا ظاہر
ہے غضب شعلہ رو تڑاق پڑاق

یہی ارماں ہے مجھے اب تک — وہ نہ آیا کبھی مرے گھر تک
کیا ڈھٹائی ہیں مجھسے کہتا ہے — نہیں آونگا میں ترے گھر تک
دم نکلتا ہے او مسیحا آ — نالے آئے ہیں سیکڑوں لب تک
یار کے دل میں غیر نے کیسے — میری جانب سے ڈال دی گنجلک
ہے شب وصل میں وہ چپ بیٹھا — مجھے کہتا ہے تو نہ کر بک بک

سہتا ظاہر ہے روز صدمہ ہجر
موت آتی نہیں اسے اب تک

غیر سے یہ دلربائی کب تلک — جان گزا ہے بیوفائی کب تلک
آئینہ رکھ دیجئے حیراں ہوں میں — خود نمایا خود نمائی کب تلک

وصل کی شب نصف گزری اے پری
گلے لگجا کچھ ادائی کب تلک

مشکلوں سے آئے ہو گھر پر مرے
کھولدو بند قبا یہ شرم گاہی کب تلک

بڑھ گئی دل میں کدورت اُنکے خوب
تجھسے ہوتی ہے صفائی کب تلک

وصل کی شب ہے سحر ہونے کو ہے
معاف کیجئے ہاتا پائی کب تلک

ظاہر ناچیز در عشق بتاں
سچ کہو یہ جبہ سائی کب تلک

تپ غم سے یہ بھری ہو دل بیتاب میں آگ
اُف کروں میں تو لگے خرمن مہتاب میں آگ

شعلہ رو مجکو یہ شوخی نے کیا ہے بیتاب
ڈالدے جیسے کوئی معدن سیماب میں آگ

آتش غیظ بجھی اُسکی مرے رونے سے
سرد ہو جاتی ہے پڑتے ہی اگر آب میں آگ

میں جلاؤنگا اُسے جھاڑکے دے سجادہ شیخ
کعبہ سنگیں ہے کعبہ کی ہے محراب میں آگ

پہنی مطرب نے سر انگشت حنائی پہ ہے آج
مجکو وحشت ہے کہ لگجائے نہ مضراب میں آگ

آتش عشق نے پھونکا دل و جان و جگر
رفتہ رفتہ لگی اپنے سب ہی اسباب میں آگ

سوز عشق در دنداں نے جلایا مجکو
سچ کہ بجھتی نہیں اس در نایاب میں آگ

گر ترے سوختہ ہجر کا سایہ پڑ جائے
تو لگے صورت ققنس پر سرخاب میں آگ

دھوئے تھے دست حنائی اپنے پاکس نے
صورت شعلہ جوالہ ہے گرداب میں آگ

گل سے رخ پہ جو ترے دیکھے عرق کے قطرے
آتش گل سے لگی شبنم و شاداب میں آگ

یاد میں اُس رخ زیبا کے ہوئے اشک جو سرخ
عکس خورشید سے لگتی ہے کہاں آب میں آگ

گرم نظروں سے گر انکو وہ خود آرا دیکھے
آئینہ آب ہو بھڑکے ابھی سیماب میں آگ

نہاں ڈھونڈا نہ کسی شخص کو پایا ظاہر
یہ برستی ہے کچھ اس عالم اسباب میں آگ

رہتا ہے انکو ہر گھڑی اغیار کا خیال
آتا نہیں تو مجھ سے گنہگار کا خیال

اُٹھتا ہے دل کو جور و ستم ہی سے کچھ مزا
کیونکر نہ رہوے مجھ سے ستمگار کا خیال

کیا قہر ہے کہ ہوتے ہیں اغیار واں بھی ساتھ
آتا ہے دل میں جب بت اغیار کا خیال

اغیار کو بھی یار سمجھ کر ہوں بیقرار
دل میں بسا ہوا ہے زبس یار کا خیال

اللہ رے تغافل صیاد ہم صفیر
رکھتا نہیں ہے اپنے گرفتار کا خیال

جلوے کے دیکھنے کو بھی اک آنکھ چاہیے
یوں تو کسے نہیں ترے دیدار کا خیال

اُنکو نشست بنتی ہے ہر دم عدو کے ساتھ
آئیگا کیونکہ اپنے دل افگار کا خیال

ہر ہر نفس میں شوخئ محشر کی ہے نمود
رہتا ہے بسکہ اس تری رفتار کا خیال

آنکھوں میں چھا رہا ہے اندھیرا سا ہم نفس
ہے آج کسکے گیسوئے خمدار کا خیال

ظاہر بھلائے رہتے ہیں ہر دم عدو اُنہیں
آئیگا کیونکہ وصل کے اقرار کا خیال

نہ چھپئے نہیں منہ چھپانے کے قابل
کہ ہو دیکھنے اور دکھانے کے قابل

ترے خوف سے چھُٹ گئیں میری نبضیں
مسیحا کو کیا ہوں دکھانے کے قابل

پھنسا یا نہ دل کو کہا تو یہ بولے
پھنسانے جو ہوتا پھنسانے کے قابل

کیا سر قلم شمع ساں کیوں فلک نے
ہوا تھا میں کب سر اُٹھانے کے قابل

درِ بُت پہ زاہد کرے کیونکہ سجدے
نہیں ہے وہ اس آستانے کے قابل

وہاں کیونکہ جاؤں رہا ضعف سے میں
نہ آنے کے قابل نہ جانے کے قابل

ستانے کی لذت نہیں کم سنی میں
ابھی ہو تو لو تم ستانے کے قابل

نہ کھا میری جان بک بک کے ناصح
غذا یہ نہیں ہو جو کھانے کے قابل

ستم ہے ہوا شوق وہاں امتحاں کا - / رہا جب نہ میں آزمانے کے قابل
بتاتے تجھے شبنم و گل کہ ہوتا / رُلانے کے قابل ہنسانے کے قابل

بہانے سے آنسو بہا تو نہ ظاہر
یہ گوہر نہیں ہیں بہانے کے قابل

جب ہمیں تو خوں رُلائے دمبدم / کیوں نہ دم آنکھوں میں آئے دمبدم
دمبدم کیوں تو نہ ہو ہم پر جفا - / جب عدو تجھ کو سکھائے دمبدم
خو بگاڑی ہم نے آپ اُس یار کی / جورِ ناحق جب اُٹھائے دمبدم
تھا اثر جب تک نہ نالوں میں مرے / آپ میرے گھر میں آئے دمبدم
کیوں نہ دریا خون کا جاری رہے / ابرِ نیساں سا رُلائے دمبدم
بیحیائی ہے ہماری زندگی - / تیری فرقت جب ستائے دمبدم
رُٹھتے ملتے دن میں ہو سو بار تم / ہنستے ہیں اپنے پرائے دمبدم
کیوں نہ ہم محروم رہویں وصل میں / جب کہ تو مہندی لگائے دمبدم
سیر کی غیروں میں تم نے اور ہم / بحرِ خجلت میں نہائے دمبدم
زندگی میں اُسکو ہو دوزخ نصیب / جب عدو کو تو جلائے دمبدم

سبزۂ خط جب نہ دیکھے آپ کا
کیوں نہ ظاہر زہر کھائے دمبدم

غیر کی طرف سے لگائینگے ہم / دوست اپنا اُنہیں بنائینگے ہم
ایسی باتیں وہاں بنائیں گے / کہ اُنہیں ہر طرح منائینگے ہم
نہ صبا ہے نہ مُرغ ہے افسوس / اپنا قاصد کسے بنائینگے ہم

در و دیوار اپنے دشمن ہیں
اُن کے کوچہ میں کیونکہ جائینگے ہم

پھر پھروں گا غبار ہے اپنا
خاک کیا چرخ کی اُڑائینگے ہم

دل لگانے سے اب اُس مکو
ساری باتیں تری سکھائینگے ہم

چاک دامن کا جب سیا نہ گیا
چاک سینہ کو کیا سلائینگے ہم

جھوٹے جھوٹے پتے بتا کے ترے
غیر کو در بدر پھرائینگے ہم

گر یہی مشغلہ رہا ظاہر
عشق میں کچھ کمال پائینگے ہم

رونے میں اپنے ناصح یوں بے اختیار ہیں ہم
دل بیقرار ہے تو یوں اشکبار ہیں ہم

قسمت پہ اپنی روتے یوں بار بار ہیں ہم
کیوں اُس سے دل لگایا جو بیقرار ہیں ہم

اغواسے گو عدو کے اب بے وفا ہیں ہم
پھر دیکھنا کہ آخر یاروں کے یار ہیں ہم

ہیں چرخ سوز آہیں خارا گداز نالے
اور اپنے فن میں ابتک ناکردہ کار ہیں ہم

اپنا مزاج اور یوں یہ ذلتیں اُٹھانے
تم سے ملے تو سب میں رسوا و خوار ہیں ہم

ہنستے ہو کیا ہماری افغاں پہ ہمصفیر و
اب تازہ آپھنسے ہیں ناکردہ کار ہیں ہم

ہم ہوگئے با وفا ہیں دشمن تری نظر میں
تو بیوفا ہے اور پھر تجھ پر نثار ہیں ہم

یہ بات تمکو باور ہو یا نہ ہو ولیکن
اپنے تو دل سے جانی تجھ پر نثار ہیں ہم

تاثیر اُسکے دل میں پیچھے کرینگے نالے
پہلے تو آفتوں سے خود ہی دوچار ہیں ہم

کیا جانئے کہ پالا کس شوخ سے پڑا ہے
پھر ان دنوں میں ظاہر کچھ بیقرار ہیں ہم

ساقیا بھر کے دے شراب کا جام
ورنہ ہوتا ہے میرا کام تمام

جب سے تشریف لائے ماہ صیام ‏ ساقیا زیست ہو گئی ہے حرام
تار ہے لاؤ لاؤ کا ساقی ‏ کچھ نہیں سوجھتا مجھے انجام
نہیں ملنے کا وہ دل بیمار ‏ روز ہے صبح اور روز ہے شام
یا خدا اسکا ہو وصال نصیب ‏ اب تو ورد زباں یہی ہے کلام
لاغری نے بنا دیا عنقا - ‏ رہ گیا ہے جہاں میں نام ہی نام
یار کے ہاتھ پاؤں باندھے اب ‏ کیا خدا نے مرا بنایا کام -
جبکہ شب بھر رہے وہ میرے پاس ‏ بادۂ وصل کیوں پیوں نہ مدام
مست کہتے ہیں غیب کا احوال ‏ بادہ اسواسطے ہوئی ہے حرام
کبک بھی اپنی چال بھول گیا ‏ تیری دیکھی ہے جب سے اس نے خرام
چشم نے اس پہ کر دیا مفتوں ‏ مفت دیتے ہیں دل کو ہم الزام
منہ جھکاؤ کہ بوسہ لیلوں میں ‏ دیجئے شوق سے مجھے دشنام

قیس و فرہاد و وامق و ظاہر
ہائے عاشق ہوئے سبھی بدنام

فلک تک ہمیں کہتے تھے عزت اسکو کہتے ہیں ‏ ہوئے اب خاک سے بدتر مذلت اسکو کہتے ہیں
رہے ہم عمر بھر بندے محبت اسکو کہتے ہیں ‏ رہا بیزار وہ ہمسے عداوت اسکو کہتے ہیں
اٹھایا ہمنے کوہ عشق طاقت اسکو کہتے ہیں ‏ ہوئے بار نظر سے غش نقاہت اسکو کہتے ہیں
تمہیں دل دے چکا اب جان بھی دینے پہ ٹھنی ہے ‏ یہ جی رکھتا ہوں ناداری میں ہمت اسکو کہتے ہیں
ذرا تو دیکھ میخانہ میں ہیں کیفیتیں کیا کیا ‏ یہ رندا ہے محتسب دنیا کی جنت اسکو کہتے ہیں
جو دیکھی نبض میری دست عیسے میں ٹڈی پھلکی ‏ ہو سوزش غم کی حرارت اسکو کہتے ہیں

ترا بر سنگ مدفن سے کفن میرا جلاتے ہیں
یہ مرنے سے بھی شوخی ہے شرارت اسکو کہتے ہیں

ہیں تیرے چین پیشانی کا بھی اے شوخ بندہ ہوں
پڑے منہ پر ترے غصہ میں جرأت اسکو کہتے ہیں

تصور میں ارادہ وصل کا تھا اس نے شب ہمکو
پسینے میں ہے عرق ہنگ الفت اسکو کہتے ہیں

جلایا جس نے ساری عمر مجکو سرد مہری سے
ہیں اسکو دوست سمجھا ہوں حماقت اسکو کہتے ہیں

جنازہ ہی اٹھا بیٹھے تمہارے در پہ ہم ایسے
مشقت اسکو کہتے ہیں ریاضت اسکو کہتے ہیں

اٹھائے جور ظاہر نے عدو بھاگے رکھائی سے
ہوس کہتے ہیں اسکو اور محبت اسکو کہتے ہیں

ہے امتحاں پہ طبع ستمگار کیا کروں
طاقت نہیں ہے مجھ میں دل زار کیا کروں

بڑھتی ہے روز حسرت دیدار کیا کروں
گھٹتا ہے دمبدم یہ تن زار کیا کروں

اک دل ہے اپنے یار سے تکرار کیا کروں
مجکو نہیں یہ بات سزاوار کیا کروں

مشغول ہیں شرح لذت گفتار کیا کروں
بیہوش ہے ابھی اسے ہشیار کیا کروں

کیا کیا مزے تھے آبلہ پائی کے دشت میں
پر کھا رہے ہیں مجھ پہ عدو خار کیا کروں

بے جوہر کا تمام طبع گئے ہوں قدردان کیا
لیکر میں کچے لوہے کی تلوار کیا کروں

جاتا ہے بزم غیر میں وہ سیمتن مدام
لٹتی ہے مفت دولت دیدار کیا کروں

جی چاہتا ہے حال دکھاؤں میں ضعف سے
مثل صبا نہاں ہے تن زار کیا کروں

ہر چند روز روز کی ایذا سے تنگ ہے دل
آتا ہے پر ستم پہ ترے پیار کیا کروں

اے شوق قتل پاس مبارک کہے ہے یار
تجھ ناتواں پہ کھینچکے تلوار کیا کروں

سمجھا سبب مرض کا تو بتلائیگا رقیب
عیسے کے پاس جاکے میں بیمار کیا کروں

اتنا ہجوم ہے نگہہ شوق کا مگر
چھپتا نہیں ہے روئے پرانوار کیا کروں

شیرینیوں سے ہیں لب اظہار بند ہوئے
اے یار وصف لعل شکر بار کیا کروں

چھڑکا نہ میرے زخم جگر پہ کبھی نمک
مشہور ہیں کہ انکا نمکخوار کیا کروں

اس سے سیا نہ زخم جگر کو مرے کبھی
ہیں پیکے سوزن مژہ یار کیا کروں

چھٹتی نہیں ہے دختر رز مجھسے زاہدا
ناحق لپٹ پڑی ہے یہ مردار کیا کروں

ہیں انکو چھیڑ چھیڑ کے کھاتا ہوں گالیاں
مجکو پسند ہے یہی گفتار کیا کروں

ہمنام نامہ بر ہوا اسے ہجوم شوق
اور وہ ہے نام سے مرے بیزار کیا کروں

ظاہر رہا خیال میں بھی میں تو نا امید
آیا نہ ہاتھ دامن دلدار کیا کروں

غیر انکے خط سبز سے گھبرائے ہوئے ہیں
واللہ کہ زہر اسپہ ہمیں کھائے ہوئے ہیں

ہے عشق میں نا تجربہ کاری بھی قیامت
ہم ان سے سوا آپ ہی غم کھائے ہوئے ہیں

پیری میں بھی یاد آتے ہیں ایام جوانی
کچھ ایسا جوانی کا مزا پائے ہوئے ہیں

باتوں میں ہوئی بگڑ گئی بے محل ان سے
کیا جانئے دشمن پہ وہ جھنجلائے ہوئے ہیں

اغیار مرے در کے نگہباں ہیں ظاہر
مہماں وہ مگر پاس کہیں آئے ہوئے ہیں

اس شوخ کے جوروں سے غم و رنج و مصیبت
بادل کی طرح دل پہ مرے چھائے ہوئے ہیں

کھوئینگے مگر آبروئے ضبط ہماری
چہرے سے جو برقع کو وہ سرکائے ہوئے ہیں

کیا جانئے پیش آنی ہے کیا انکے الٰہی
بے وجہ یہ پیشانی پہ بل کھائے ہوئے ہیں

اغیار نے بوسہ کا تصور کیا شاید
انکے گل رخسار جو کمہلائے ہوئے ہیں

ہیں خود نہیں آپے میں وگرنہ مرے احباب
باتوں میں سب اس شوخ کو الجھائے ہوئے ہیں

ظاہر کو کرو دفن کہ فرقت سے اب اُسکے
دیدے جو نظر آتے ہیں پتھرائے ہوئے ہیں

ملکے آنکھیں ہمنے کیں افزایش دیدار میں
ہر نشان اک چشم ہے سنگِ درِ دلدار میں

گھر بنایا ہمنے قصداً کوئے دلآزار میں
اپنے ہاتھوں سے بکے خود موت کے بازار میں

تو وہ کافر ہے کہ دل کھنچتا ہے بٹکر ڈالئے
پنبۂ مہتاب کا رشتہ ترے زنار میں

موت کی رفتار سے تشخیص کرتے ہیں طبیب
اسقدر سست ہے نبضِ عاشقِ بیمار میں

روح پیچ و تاب میں ہے مثالِ موجِ مے
شیخ کو گر دفن کر دیں خانۂ خمار میں

ہے یقیں گر ناصیہ سائی کریں یہ سبز بخت
ہوں زمرد سب نگیں رنگِ درِ دلدار میں

چشمِ میگوں ہے تمہاری اس طرح زیرِ مژہ
جس طرح مینائے مے ہو پنجۂ میخوار میں

رشتۂ امید اُسے سمجھے کا مجنوں آپ کا
گیسوئے لیلےٰ کے بل ہیں رشتۂ زنار میں

یار کیا سمجھیں کہ تکو طعن سے کہتا ہے یار
صنعتِ ایہام ہوتی ہے تری گفتار میں

ایک ہی ترغیبِ کعبہ دوسرا تحریصِ مے
توڑ جوڑ اپنے لئے ہیں زاہد و میخوار میں

گالیاں سو اور پھر گالی کی ہو رنگت نئی
یہ مزا ملتا ہے مجکو آپ کی گفتار میں

دشمنوں کو شبہہ ہے گھر میں مرے اُس مہر کا
روشنی اتنی ہے شمعِ آہِ آتشبار میں

لب سے ہے مجو شہادت کے سُنی اسکی صفت
پائی ہے برِش نے رنگت آپکی تلوار میں

لاکھہا آفت چلی آتی ہیں برسوں سے نئی
بستی ہیں کتنی بلائیں چرخِ ناہنجار میں

چومتے ہیں گوہرِ دنداں ترے ہر گھونٹ میں
ہمنے موتی ہیں پروئے میکشی کے تار میں

ظاہر ان سنگیں دلوں کی یاد میں رہتے ہیں روز
ٹھوکریں کھاتے ہیں ہم اُٹھوں پہر کہسار میں

جہاں تک ہیں ساری لڑائی کی باتیں
نہیں اُنکو آتی صفائی کی باتیں

نکالو بس اب آشنائی کی باتیں
بہت ہو چکی ہیں رکھائی کی باتیں

کریں گے اگرچہ وہ ہمسے بُرائی
مگر ہم کریں گے بھلائی کی باتیں

وہ بیڈھب ہوئے ہیں غضبناک ہم پر
نکلتی نہیں اب رسائی کی باتیں

لو میرے ہی آگے غیروں سے جاکر
یہ کیونکر نہیں ہیں لڑائی کی باتیں

نہ ہو جب کہ صیّاد کی مہربانی
کریں فائدہ کیا رہائی کی باتیں

یہ قسمت کی خوبی ہے اپنی کہ ابتو
لگیں اُن سے ہونے رسائی کی باتیں

وہ اب دلربائی سے فارغ ہوئے ہیں
تو کرنے لگے جاں ربائی کی باتیں

بہت تنگ ہوں ہجر سے ابتو یارب
نہ ہوں اُس صنم سے جدائی کی باتیں

اُنہیں آنکھ بھر کر بھی دیکھا نہ ہم نے
لگیں ہمپہ بندھنے خدائی کی باتیں

تو مقدور تک تو وفا کیجو ظاہر
کریں گو کہ وہ بیوفائی کی باتیں

ہیں ترے شعلۂ رخسار پہ یہ تل دونوں
کیا عجب حُسن کی گرمی سے ہوں بسمل دونوں

آگے ابرو کے ترے کیونکہ بچے دل ظالم
تیغ کھینچے ہوئے رہتے ہیں مقابل دونوں

آہ و نالہ کی نہ دی ضعف نے رخصت دل کو
آئے لب پر کبھی جاتھم کے بمشکل دونوں

اپنی نظروں کی محبت کا ہوں قایل کیسے
دم نظارہ یہ ہو جاتی ہیں شامل دونوں

کیا بچیں تیر نظر سے جگر و دل میرے
ایک ہی وار میں ہو جاتے ہیں گھایل دونوں

تو وہ یوسف ہے زلیخا نے جو دیکھا تجکو
ہو گئے ہوش و خرد آن میں زایل دونوں

تھا ہیں دو بوسوں کا خواہاں سو تصور کے سبب
تجکو گھر بیٹھے ہوئے مفت ہیں حاصل دونوں

جگر و دل مرے شیشے سے بہت نازک تھے
سختیاں اتنی اٹھائیں کہ ہوئے سِل دونوں

غیر و غماز کو دو دخل نہ تم محفل میں -
کہ وہ کمظرف ہیں رہ سکے نہیں قابل دونوں

جلوہ گر بام پہ ہو جا کہ یہ اندھیر ہو دور
تیرے رخسار ہیں رشکِ مہِ کامل دونوں

قیس و فرہاد کو تھے دعوئے الفت کیا کیا
دیکھا ظاہر کو تو دل میں ہوئے قائل دونوں

بات شب کو اسقدر اُن سے بڑھی تکرار میں
لفظ بدنامی ہوئے وہ خلق کی گفتار میں

اتنی گرمی ہے نگاہِ طالبِ دیدار میں
برق سی چمکی ترے آئینۂ رخسار میں

دم مرا اُلجھے تو پائے خلق عمرِ جاوداں
باندھ دوں دستِ اجل میں نفس کے پھر تار میں

رہبری سے منزلِ مقصود تک پہونچائیگا
طولِ عمرِ خضر کا ہے عشق کے آزار میں

صرف گام و لام سے کھلتی ہے یہ اے عندلیب
فصلِ ابجد کی شباہت ہے تری منقار میں

بات بے گالی نکلتی ہی نہیں منہ سے کبھی
تمنے پائے نطق باندھا گالیوں کے تار میں

دھوپ کا آرام کیسا وہ نہ دے جسنے نگاہ
کائی بنکر سایہ لپٹے اپکی دیوار میں

اسقدر حیرت قیامت کو ہوئی کیوں دیکھکر
ظاہر آئینہ نہیں کوئی تری رفتار میں

آرزوے گل میں ظاہر نغمہ کرتے ہیں مدام
بوئے گل ہے بلبلوں کے غنچۂ منقار میں

عشق میں کیا ترے ناشاد کیا کرتے ہیں
جان سی چیز کو برباد کیا کرتے ہیں

بھول جاتی ہے خدا کی بھی خدائی اُسوقت
تمکو جسوقت ہم یاد کیا کرتے ہیں

جو کہ غصہ ہو خدا کی بھی نہیں سنتا حیف
اُس ستمگار سے فریاد کیا کرتے ہیں

کھینچ لیتا ہوں تصور میں تمہارا نقشہ
اور کیا مانی و بہزاد کیا کرتے ہیں

اس عداوت کو لگے آگ مٹا دی الفت ۔۔ وہ مری خاک کو برباد کیا کرتے ہیں
وصل کی شب جو نہیں تمسے ٹھہرتی تو ہم ۔۔ وعدۂ وصل سے دل شاد کیا کرتے ہیں
قتل کر کے مجھے فرمایا یہ اُس قاتل نے ۔۔ ہم اسی طرح سے آزاد کیا کرتے ہیں
سنت مانگے بھی جو فرقت میں نہیں آتی ہے ۔۔ آپکے بھولنے کو یاد کیا کرتے ہیں

سمجھے ہیں اور اُس میں ہے اسطرح سے الفت ظاہر
مرحبا شیریں و فرہاد کیا کرتے ہیں

میرے پہلو میں جب سے یار نہیں ۔۔ دلِ بیچین کو قرار نہیں
چاک سینہ کا کیا رفو ہو گیا ۔۔ میرے دامن میں کوئی تار نہیں
کوئے جاناں میں روز پھرتا ہوں ۔۔ مجکو دنیا میں اور کار نہیں
میری جانب سے ہو وہ ایسا صاف ۔۔ اُسکے دل میں ذرا غبار نہیں
کوچۂ یار میں جو جاتا ہو ۔۔ کون رُسوا ذلیل و خوار نہیں
بے حیائی ہو وہ نہیں ہوتا ۔۔ غیر سے ملکے شرمسار نہیں
کس بھروسہ پہ عاشقی سیکھوں ۔۔ ہائے دنیا بھی پائیدار نہیں
خاک چھانوں ہوں اُسکے کوچے کی ۔۔ مجھسا دنیا میں خاکسار نہیں
ہو گیا سر قلم مرا جب سے ۔۔ تنِ لاغر پہ کچھ بھی بار نہیں
لاپتا کیوں ہوں پس مُردن ۔۔ میرا دنیا میں جب مزار نہیں

روتا پھرتا ہے رات دن ظاہر
اُسکے رونے کا کچھ شمار نہیں ۔

چھوڑتا حسن نہیں اپنے گرفتاروں کو ۔۔ مول لیتی ہے یہی جنس خریداروں کو

دھیان اُس دست نگاریں کا نہیں گو یہ ہیں
ہمنے باندھا ہے رگ ابر میں انگاروں کو

تیری چٹکی میں جو رہتی ہیں یہ ای صید افگن
ہے تپاں زاغ کماں دیکھکے سوفاروں کو

اپنے نالوں سے نہ ہو تنگ کہ صیاد ابھی
رسم معلوم نہیں تازہ گرفتاروں کو

نہیں بے درد فرہاد یہ پیمائی کا -
ہمنے چن چن کے کف پا میں کھپا خاروں کو

مسی مالیدہ وہ دنداں مجھے یاد آتے ہیں
شب تاریک میں جب دیکھتا ہوں تاروں کو

یہ نزاکت ہے کہ ابتک ہے نشاں بوسہ کا
خواب میں چوم لیا تھا ترے رخساروں کو

گریہ وحشت میں ہے ہمکو سبب آزادی
کہ بہا دیتا ہے زنداں کی یہ دیواروں کو

آج وہ زلف گرہ گیر کو سلجھاتے ہیں
مژدہ پہونچاؤ رہائی کا گرفتاروں کو

انکے نالوں نے تو مرقد میں بھی سونے نہ دیا
ہو وے سکتے کا مرض ہائے عزاداروں کو

کافر عشق ہیں اک غیرت گلزار کے ہم
چاہئے تار رگ گل ہمیں زناروں کو

دل کی آتش نہ بجھائی کبھی اُس نے میری
نام کو آب ملی ہے تری تلواروں کو

ہاتھ ہوں میرے قلم نامہ بروں کا کیا جرم
بیگناہ قتل کیا آپ نے بیچاروں کو

چارہ سازی سے مری تنگ ہوئی ہیں اتنا
خبر مرگ مرے مژدہ ہے غم خواروں کو

دیکھکر ہوتے ہیں جامہ سے وہ باہر مجکو
غصہ بیشرم بناتا ہے ستمگاروں کو

ظلم سہنے میں مرے پائے ہیں اتنے ظاہر
ڈھونڈتا پھرتا ہوں عالم میں دلآزاروں کو

دیکھا دم گریہ نہ رُخ رشک قمر کو -
ہے تار نگے اشکوں سے لیا دیدۂ تر کو

ہر وقت نیا لطف ہے اس خستہ جگر کو
وہ شام کو مہتاب ہے خورشید سحر کو

ہیہات کہ تو پاؤں ٹکانے نہیں دیتا
بیجا و نکا کیا سر یہ اٹھا کر ترے گھر کو

سب طور ہیں حربے کے تلوّن میں تمہارے
ہر وقت نیا رنگ وہ دیتا ہے خنجر کو

ہے برق تری تیغ میں ڈرتا ہوں مبادا
پژمردہ کرے میرے گلِ زخمِ جگر کو

کیا کیا نگہِ لطف پہ ہیں آپ کو صرفے
سمجھے ہو جوانی میں جواب لطفِ نظر کو

گیسو سے شبِ وصل کا اِک تار نہ پایا
کرتا ہیں رفو چاک گریبان سحر کو

زینت ہے سیاہی سے ہر اک بال کو ظاہر
زیبا ہے سفیدی مگر اُس موئے کمر کو

تمہارے پاؤں پر رکھتا ہوں سر کو
نہ سر کو تم مرے بر سے نہ سر کو

جو سینا ہے مرے زخمِ جگر کو
تو لا جرّاح اُس تارِ نظر کو

کہا تھا ابر میں نے چشمِ تر کو
لگا دی آگ اُس نے میرے گھر کو

سمجھ زنجیرِ لطفِ فتنہ گر کو
چلا جاتا ہے وحشی دل کدھر کو

یہ بیماری نئی پیدا ہوئی ہے
چلے ہیں آپ دشمن کی خبر کو

خدا بھی مہرباں ہوتا ہے اُس پر
نظر پڑتی ہے اُس بُت کی جدھر کو

مجھے گھر کاٹنے کو دوڑتا ہے
وہ جاتے ہیں خفا ہو کر جو گھر کو

ہوا ہوں خاک میں پر خوف ہے یہ
صبا لیجائیگی دیکھوں کدھر کو

سوا میرے ہے کون ایسا کہ تجھ پر
جلا دے جان کو پھونکے جگر کو

نہیں ملتا کوئی جرّاح اچھا
سلاؤں کس سے میں زخمِ جگر کو

ق

بتوں کی سختیوں سے تنگ ہو کر
چلے ہیں ہم جو کعبے کے سفر کو

تو وہ کہتے ہیں یہ منت سے ہمکو
خدا کے واسطے آؤ اِدھر کو

اسیری ہے رہائی میں بھی مجھکو
دعا دیتا ہوں اپنے بال و پر کو

ہمارا ہی وہ نالہ ہے کہ جس نے
نہ دیکھا عمر بھر روئے اثر کو

بتوں کے دل میں ہے پوشیدہ الفت
نہاں پتھر میں رکھا ہے شرر کو

نہ لونگا دل کے بدلے اُنکا بوسہ
طبیعت ڈھونڈتی ہے کیوں ضرر کو

کسی کا دل بچے کس طرح یارب
چُرالیتے ہیں وہ اپنی ہی نظر کو

ہوا جس شب کو وصل یار ظاہر
نہ پوچھو مجھ پہ جو گزری سحر کو

عشق کا ڈھب سکھا دیا ہمکو
دل نے بیڈھب بنا دیا ہمکو

کہنے سے سبز خط نے غیروں کے
زہر لاکر کھلا دیا ہم کو

گرچہ ظاہر نہیں تو پردے میں
اُس نے جوبن دکھا دیا ہم کو

بارے قاصد نے کچھ نہ کچھ آکر
حال اُسکا سُنا دیا ہم کو

اپنی خواہش تھی ایک قطرہ مے
جام بھر کر پلا دیا ہمکو

اپنے حق میں تو وہ مسیحا ہیں
آتے ہی بس جلا دیا ہمکو

چرخ نے جس قدر ہنسایا تھا
اُس نے دونا رُلا دیا ہمکو

بوسہ دیکر شب اُس ستمگر نے
مزہ لب چکھا دیا ہم کو

غیر کا دل نہ کیوں ہو خون ظاہر
پان اُس نے کھلا دیا ہم کو

ظاہر انکو جو تم بلاتے ہو
آفت اپنے ہی سر پہ لاتے ہو

ہم تمہاری نگہ کے ہیں بدمست
بادہ ہمکو عبث پلاتے ہو

آپنے یہاں تمہیں گرانا ہے
ورنہ کیوں دم مجھے بتاتے ہو

دل کی خاطر ہے چاہت آپکی بھی — اور دل کو ہی تم ستاتے ہو

شمع روشب کو مثل پروانہ — ہمیں محفل میں تم جلاتے ہو

مجھسے ماننا نہیں اگر منظور — تو مجھے کس لیئے بُلاتے ہو

ہمکو کہنا ہی کچھ نہیں تم سے — باتیں تم کس لیئے بناتے ہو

لاکھ باتوں کا اک جواب تو دو — ناحق اب ہمکو کیوں جھکاتے ہو

عشق ظاہر کا کچھ نہاں تو نہیں
اُس کو پردے میں کیوں بُلاتے ہو

الفت جو جتانے لگے ہم اور زیادہ — رُکنے لگا ہم سے وہ صنم اور زیادہ

ناز اُسکے اُٹھاتے ہیں جو ہم اور زیادہ — کرتا ہے وہ بت ہمپہ ستم اور زیادہ

ہر روز کے صدموں سے جو گھٹنے لگی طاقت — بڑھنے لگا دل میں مرے غم اور زیادہ

مینوشی برسات میں جتنا کہ بڑھا شوق — ساقی مجھے دینے لگا کم اور زیادہ

یہ ضد بھی اک قہر کہ جوں جوں اسے روکوں — دشمن پہ وہ کرتا ہے کرم اور زیادہ

جتنی کہ ہووے تو مجھے یکبار پلادے — ساقی میں سمجھتا نہیں کم اور زیادہ

جتنی کہ پلاتے ہیں دوا ہم کو اطبّا — بیمار ہوئے جاتے ہیں ہم اور زیادہ

کیوں بوسہ کا خواہاں نہ ہوں ان سبزہ خطوں سے — دیتا ہے توانائی یہ سم اور زیادہ

تھا ایک تو ضعف اُس نے بلایا جو خوشی سے — کچھ پھول گئے میرے قدم اور زیادہ

لکھتا ہوں رکاوٹ کا جو اُس شوخ کی احوال — قرطاس پہ رُکتا ہے قلم اور زیادہ

کعبہ میں جو ہے دھیان ہمیں سجدۂ بت کا — ہے خندہ زناں شمع حرم اور زیادہ

جوں جوں دل بیتاب کو دیتا ہوں تسلّی — کرتا ہے مرا ناک میں دم اور زیادہ

کیا شوق ہے تلوار کو کھینچا جو ہیں اُس نے
ہونے لگی گردن مری خم اور زیادہ

قاصد کو وہاں جانے میں کرتا ہوں جو جلدی
آہستہ اُٹھاتا ہے قدم اور زیادہ

ہوں نزع کے عالم میں مرا فیصلہ ہو لے
تھم جائیے صاحب کوئی دم اور زیادہ

یارب ہے دم نزع مجھے کس کا تصور
اٹکا ہے مرا سینہ میں دم اور زیادہ

تو نے مرے ملنے سے جو انکار کیا ہے
حسرت ہے مجھے تیری قسم اور زیادہ

سلجھاتا ہے شانہ اُسے جتنا دم تزئین
پڑتے ہیں تری زلف میں خم اور زیادہ

دشمن سے کہو جل کے منا لے تو محرم
ظاہر پہ ہوا لطف و کرم اور زیادہ

شغلِ دعا میں عمر ہماری گزر گئی
پر بھول کر نہ اُس پہ نگاہِ اثر گئی

وحشت میں لاغری بھی عجب کام کر گئی
بیڑی ہمارے پاؤں کی از خود اُتر گئی

غم سے ہوا ہیں زرد تو دیکھو شرارتیں
کہتے ہیں کچھ خوشی ہے جو رنگت نکھر گئی

بلبل پہ کچھ نہ کچھ تو خزاں میں بُری بنی
بھرتی جو ٹھنڈے سانس نسیم سحر گئی

زلفیں بنی تھیں غیر کی خاطر پھنسا ہوں میں
نازل ہوئی تھی کس پہ بلا کس کے سر گئی

یہ تازگی کا اُس گلِ عارض کے پاس ہے
اشکوں میں بھیگ بھیگ کے اُس پہ نظر گئی

مجھ سے یہ ایک چشم زدن میں پلٹ گئی
آخر نظر نہ آئی تھی آپ پر گئی

پیری میں وصل مثل زلیخا ہوا تو کیا
فرقت میں اپنی ساری جوانی گزر گئی

پائیں جو آپ تیغ جفا میں جلاوتیں
لذت حیات کی مرے دل سے اُتر گئی

تیغ نگاہِ یار سے دل کیوں نہ ہو دو نیم
مانند برق وہ اِدھر آئی اُدھر گئی

مسدود کر دیا اُسے ظاہر نصیب نے
جب تا درِ قبول دعائے سحر گئی

ہمارے حال پہ گر تم نظر نہیں رکھتے
تو ہم بھی تم سے گلا فتنہ گر نہیں رکھتے

تلاش جسکے لئے دربدر ہیں ساماں کی
ہم ایسا دہش پہ وحشت سے سر نہیں رکھتے

یہاں آنے میں کچھ مصلحت ہی ہے ورنہ
یہ کیونکہ کہیے کہ وہ کچھ خبر نہیں رکھتے

وہ آنکھ نزع میں بھی آنے سے چراتے ہیں
مرا یہ حال ہے اور وہ نظر نہیں رکھتے

ہمارے سر پہ کوئی آئے کوئی جائے پہ ہم
سوائے گریہ کسی کی خبر نہیں رکھتے

ہیں خاک ہو کے بھی دل میں جگہ نہیں پاتا
یہ سچ ہے خاک کہ شیشے میں گھر نہیں رکھتے

نکل کے جائیں کہاں یہاں سے گردباد کی طرح
سوائے دشت کے ہم اور گھر نہیں رکھتے

بہاکے تو ہمیں پہنچائے کوئے جاناں میں
امید تجھسے ہم اے چشم تر نہیں رکھتے

کبھی جو ظاہر خستہ جگر کا پوچھے حال
تو یہ کہے کہ ہم اس کی خبر نہیں رکھتے

وہاں برائی نہیں تو پھر کیا ہے
یہاں بھلائی نہیں تو پھر کیا ہے

تم لڑاتے ہو غیر سے آنکھیں
یہ لڑائی نہیں تو پھر کیا ہے

بیوفائی ہے امتحان وفا
بیوفائی نہیں تو پھر کیا ہے

اسکی لائی ہے بو صبا لیکن
یہاں لائی نہیں تو پھر کیا ہے

مرض ہجر وصل سے ہو دور
یہ دوائی نہیں تو پھر کیا ہے

عشق میں جس نے اپنی ناصح
جان گنوائی نہیں تو پھر کیا ہے

یوں ہر اک بات پر الجھ جانا
کج ادائی نہیں تو پھر کیا ہے

گو کہ اچھی ہے صورت لیلےٰ
ہمکو بھائی نہیں تو پھر کیا ہے

پھرتے ہو دربدر پڑے ظاہر
یہ گدائی نہیں تو پھر کیا ہے

اُس صنم کو کیا جدا ہم سے
تو نے بے جرح کیا کیا ہم سے

دل میں دھیان بیوفائی کا
کرتے ظاہر ہو گو وفا ہم سے

تم نے سو بار بے وفائی کی
نہ سُنا ہوگا پر گلا ہم سے

قتل کیجے نہ جرم الفت پر
نہیں ملنے کے آشنا ہم سے

رحم کیجے جو ہم سے جرم ہوا
بخشئے گر ہوئی خطا ہم سے

اپنی تقصیر کچھ تو بتلاؤ
ہو گئے اِتنے کیوں خفا ہم سے

گرچہ ظاہر فلک ہے دشمن لیک
دشمنی کر کے لیگا کیا ہم سے

کب اُٹھا اُسکے آستانے سے
اُنکا ہے تو ہیں دھکانے سے

میری جانب سے اُنکو دشمن بھی
باز آتے نہیں لگانے سے

ہیں وہ پرفن ہوں غیر کا احوال
پوچھ لیتا ہوں ہر بہانے سے

میں بھی اُنپر ہوں مثل پروانہ
اُنکو مطلب ہے گر جلانے سے

چشم تو رہی ہیں سبزہ رنگوں کی
ہے ہمیں کام زہر کھانے سے

نہ ہوا مطلب اور قاصد کے
تھک گئے پاؤں آنے جانے سے

وہ تو سو طرح بگڑتے ہیں
اور ہمیں کام ہے منانے سے

اُنکو ملنا نہیں تھا ہم سے تو پھر
فائدہ کیا ہمیں بلانے سے

اے فلک تجکو کیا ہوا حاصل
یوں ہمیں خاک میں ملانے سے

جانتے ہو جو دوست ظاہر کو
پھر ہے انکار کیوں بلانے سے

اُس بت بیدرد نے مجھسے صفائی آچکی / ہائے میرے بخت نے کچھ کچھ رسائی آچکی
گر دیا بوسہ نہ تم نے ہمکو کیا ہم مر گئے / پر رہیگی یاد تیری بے وفائی آچکی
کل تلک تو میری صورت سے تھی بیزاری اُسے / کسلئے اُس بیوفا نے آشنائی آچکی
جس سے تھی امید نبھنے کی سو ہی ہاں اُسنے بھی / غیر کے کہنے سے آخر کو لڑائی آچکی
یوں تو فرقت بارہا اُن سے ہوئی پر ہمنشیں / جان ہی میری لیکے جائیگی جدائی آچکی
ناتوانی نے تھکا کر راہ میں بٹھلا دیا / بخت نے کس کس طرح کی نارسائی آچکی
مجکو تو بھولتے نہیں اس طرح کے ناز و نیاز
کل کو پھر مل بیٹھے آخر کو لڑائی آچکی

کہتے ہیں وہ مجھے بُرا بیٹھے / سنتے ہیں سارے آشنا بیٹھے
کوئی فتنہ سے فتنہ اُٹھتے ہیں / تیرے کوچے میں آکے کیا بیٹھے
میرے رونے کا ہے اثر اُلٹا / ہنستے ہیں پاس دلربا بیٹھے
جسکا اک عمر تک رہا ماتم / ایسا دل ہاتھ سے گنوا بیٹھے
ضعف نے کس جگہ تھکایا ہے / زیر دیوار جبکہ جا بیٹھے
دل میں تو دھیان ہے اُسی بت کا / گو کریں ہم خدا خدا بیٹھے
کرکے ہم اپنا خانماں برباد / اُسکے در پر رہے سدا بیٹھے
کبھی روئیں کبھی اُڑائیں خاک / کیا کریں یوں ہی دلربا بیٹھے
لاکھ ارماں کیونکہ نکلیں گے / ایک بوسہ پہ ہو خفا بیٹھے
ایسے جینے سے موت آئے کاش / کیا کریں اُن سے ہم جدا بیٹھے
کوئی بچنے کی اب نہیں صورت / دل کو بیدرد سے لگا بیٹھے

نہیں آتے نہ آؤ تم ظاہر
اُسکے کوچہ میں ہم تو جا بیٹھے

آنے دو یا نہ آنے دو تم اپنے ہاں سے مجھے
عاشق تمہارا جانتا ہے اک جہاں مجھے

سر پہ سبک سمجھکے اُٹھایا تھا بارِ عشق
پیدا ہوا تو تن پہ سر بھی ہے بارِ گراں مجھے

جو سامنے ہو آنکھ کے ہو دل میں اُسکو راہ
یہ رمز آئینہ سے کھُلی ہے یہاں مجھے

اے کاہشِ الم نہ گھُلا جان کو کہ یار
کھاوے ہے نہ رحم دیکھکے یہاں نیم جاں مجھے

صیاد کیونکہ درپئے ایذا ہی کیوں نہو
ابکے تو آشیاں ہے بنانا یہاں مجھے

اے آنکھ خوف سے نہ جھپکیو کہ شرم سے
وہ دیکھتے ہیں آنکھ اُٹھا کر کہاں مجھے

ہر دم تپش دکھاتی ہے برق اپنے روبرو
لینا ہے دل ترا ابھی ذرا امتحاں مجھے

صیاد تیرے ڈر سے ہوں خاموش ورنہ یہاں
میں اور چین دیوے گھڑی بھر فغاں مجھے

ظاہر تجھے وہاں سے نہ روکوں میں کس طرح
ظالم بہت عزیز ہے تیری تو جاں مجھے

مانندِ شمع گریہ شبنم دن یوں بسر کرینگے
مر مرکے شام کی ہے رو رو سحر کرینگے

ہر وقت کوچہ گھیرے رہتے ہیں اُنکا دشمن
آنے کا وہ ارادہ کیونکر ادھر کرینگے

امید پر کہاں تک خاطر کو دیں تسلّی
کیا جانیے کہ نالے کب تک اثر کرینگے

جب ضعف سے نہ پہونچیں سینہ سے ہونٹ تک سا
کیونکر فلک پہ جا کر نالے اثر کرینگے

نے دل ہی بر میں ظالم نے جاں ہی تن میں باقی
ہے کیا جو نذر تیری اے فتنہ گر کرینگے

نے منہ سے بولتے ہو نے سر سے کھیلتے ہو
کعبہ ہی کو بتو ہم یہاں سے سفر کرینگے

رکھتا ہوں چھیڑ ہر دم دربان و پاسباں سے
ہو کر تنگ آخر اُسکو خبر کریں گے

اچھا نہیں ہے اتنا یوں ضبط گریہ ظاہر
زخم جگر کو ظالم آنسو ضرر کریں گے

کس آس پہ دیدار کا یہاں شوق ہوا ہے — سنتا ہوں وہ بے پردہ تو خورشید لقا ہے
اُس آئینہ پیکر کی وہ عارض کی صفا ہے — تھمنا نگہ شوق کا دشوار ہوا ہے
دل ہاتھ میں اُس شوخ نے میرا جو لیا ہے — سمجھا ہے کہ آتش سے سوا رنگ حنا ہے
اصنام نہ بولے تو سوئے کعبہ چلے ہم — گمراہی ہماری خضر راہ نما ہے
ضد اُن سے چلی جاتی ہے گو ربط ہے باہم — وہاں حسن بڑھا ہے تو یہاں صبر گھٹا ہے
ہے قلب سیہ جسکو ملی دولت دنیا — ظاہر ترے سینے سے یہ اے ظل ہما ہے
مطرب ہے نہ ساقی ہے نہ ہے صبوح تو زاہد — اس طور کے جینے کا بھلا خاک مزا ہے
اس دل نے مری جان پہ توڑی ہے قیامت — پہ آپکی رفتار پہ مائل جو ہوا ہے
دشنام کی لذت سے بڑھی لذت بوسہ — ہر بات میں اُس شوخ کی اک لطف نیا ہے
رنگ چمن دہر کو ہر دم ہے تغیر — شاید کہ مرے رنگ سے رنگ اُسکا بدلا ہے
صد شکر ہیں قتل ملی دولت دنیا — تلوے سے تلے اُس نے مری آنکھوں کو ملا ہے

ظاہر کی شکایت نہ کیا کیجئے صاحب
بندہ ہے تمہارا وہ بھلا ہے کہ بُرا ہے

کیا بنے بات اُس بت ناآشنا کے سامنے — سر جھکے جسکا نہ نخوت سے خدا کے سامنے
اسقدر رہے رنج اُسے کرتا ہے وہ شکوے مرے — آشنا کے سامنے ناآشنا کے سامنے
جب تلک ہے دم میں دم ہم بت کو پوجے جائینگے — شیخ تم کیا ہو کہیں ہم تو خدا کے سامنے
ذلتوں سے حسرت نظارہ کا بنتا ہے کام — گالیاں دیتے ہیں وہ مجکو بلا کے سامنے

شیخ رندان قدح کش وہ جب تعظیم ہیں
شیشہ بھی آتا ہے گردن کو جھکا کے سامنے

مہمانی اسکو کہتے ہیں جب آیا تیر یار
دل جگر سب رکھ دیئے ہمنے اٹھا کے سامنے

یار گرم ناز ہے جی ہر ہی کچھ ایسا کہوں
شوخیوں کا رتبہ گھٹ جائے حیا کے سامنے

خوبیاں گو سنبل جنت کی ہیں مشہور پر
منہ ہی چھپا ہوتے تیری زلف سیاہ کے سامنے

نامہ بر آگے مرے باتیں بناتا ہے ہزار
پھر زباں ہلتی نہیں اس کج ادا کے سامنے

خو ہوئی ایسی ستم سہنے کی اسے بیداد گر
ہے خجل تیری جفا میری وفا کے سامنے

میری جانِ زار پر سے اٹھ گئی اسکی نظر
آئینہ رکھتا نہ تھا اس خودنما کے سامنے

ہاتھ پاؤں وصل میں باندھے وہ شاید یار کے
باندھتا ہوں ہاتھ میں ہر دم حنا کے سامنے

مہر کو دعوی تھا اپنے روئے روشن کا بہت
پاؤں تھرانے لگے اس مہ لقا کے سامنے

قتل ظاہر ہو گیا جرم وفا پر مفت میں
پھر تھا لاف وفا اس بے وفا کے سامنے

جب سے مرے بر میں وہ دلارام نہیں ہے
مرتا ہوں تڑپنے کے سوا کام نہیں ہے

فرقت میں دلا آہ ہے نالہ ہے فغاں ہے
سب کچھ تو ہے موجود پہ آرام نہیں ہے

ہم اوک سے پی لینگے پلائیگا جو ساقی
کیا غم ہے اگر میکدہ میں جام نہیں ہے

گو درد جدائی ہے پہ گھبراتا نہیں یہ دل
اک طور پہ کچھ گردش ایام نہیں ہے

پکڑا گیا نامہ یہ نہیں غم مجھے قاصد
صد شکر لفافے پہ مرا نام نہیں ہے

جی کیونکہ نہ گھبرائے کہ ہم از وہاں سے
اب تک کوئی قاصد کوئی پیغام نہیں ہے

کچھ خط سے طبیعت نہیں بھرتی ہے کہ صاحب
بندہ کوئی خود مطلب خودکام نہیں ہے

گھبراؤ نہ تنہائی میں ملنے سے کہ ہمکو
گو شوق ہے لیکن طمع خام نہیں ہے

بدنامیاں شہرت کا سبب ہوتی ہیں ظاہر
وہ کونسا عاشق ہے جو بدنام نہیں ہے

ذکر اسکا سنا دیا کس نے — مجھکو وحشی بنا دیا کس نے
یاد اسکو ولا دیا کس نے — ہنستے ہنستے رلا دیا کس نے
تھا نہ پیمان شکن وہ بادہ گسار — جام غفلت پلا دیا کس نے
گو نہیں برق پر تیری نظر — خانۂ دل جلا دیا کس نے
پہلے تو خو نہ تھی ستانے کی — تجکو ظالم بنا دیا کس نے
کل تلک یاد تھا یہاں آنا — آج اسکو بھلا دیا کس نے
مٹ گیا چھپکے دیکھنے کا مزا — ہائے اسکو جتا دیا کس نے
چڑھ گیا تھا وہ شب مرے ڈھب پر — سوتے سوتے جگا دیا کس نے
کیونکہ بھوسے وہاں ہم خانہ نشیں — گھر عدو کا بتا دیا کس نے
سن تمہارا نہیں بڑھا اب تک — صبر میرا اٹھا دیا کس نے
تیغ پر آب تھی نہ قاتل کے — نقش ہستی مٹا دیا کس نے

سبزہ رنگوں کا ربط بھی ہے مرگ
زہر ظاہر کو لا دیا کس نے

سوز افغاں سے نہ کچھ میری زباں سوکھ گئی — لب نازک پہ ترے سرخی پاں سوکھ گئی
ایسی خصلت تو زمانے میں نہ دیکھی نہ سنی — تجنے بوسہ دیا اور غیر کی جاں سوکھ گئی
کثرت آہ بھی ہو نخل کو نقصان کا سبب — شاخ نخل قد رشک خشاں سوکھ گئی
تیر آہ شرر افشاں سے مری دیکھ اے چرخ — تیری بھی پشت دوتا مثل کماں سوکھ گئی

دیکھ لی جب دُرِ دنداں کی صفائی تیری
تن میں آبِ گہر سے جانِ جہاں سوکھ گئی

پلے نازکئ تری رنگ کفک جب دیکھا
بیچ طوبا میں اسے سرو رواں سوکھ گئی

عین گریہ میں بھی ہے آتشِ غم سے کہ مری
شعلۂ شمع کی مانند زباں سوکھ گئی

پوچھ نہ کچھ عاشق و معشوق میں نسبت ہے ضرور
کہ مری طرح کمر تیری میاں سوکھ گئی

بزمِ عالم میں نہیں مجھسا کوئی کم قسمت
جام میں بھرتے ہی مے پیرِ مغاں سوکھ گئی

چھیڑ کس نشترِ مژگاں سے چھٹی ہے یارب
تنِ لاغر میں جو میری رگِ جاں سوکھ گئی

جسم تیرا ابھی یوں ہیں سوکھ کے کانٹا ہو جائے
جسطرح شاخِ گل ہی بادِ خزاں سوکھ گئی

رہ گئے اے چشم تو اسکو بھی کر اب یا برد
دیکھ گردوں پہ سرہ کاہکشاں سوکھ گئی

شعلہ رو اس ترے انکار سے کشتِ امید
سبز ظاہر ہیں رہی اور نہاں سوکھ گئی

تمہارے جور سہے اور ستم اُٹھا کے چلے
چلے تو حسرتِ دنیا کو ہم مٹا کے چلے

یہ کہدو تم اُس سے کہ دامن کو وہ اُٹھا کے چلے
ہماری خاک نہ مثلِ صبا اُڑا کے چلے

نحیف ہو گئے بھی زینت ہوئی نصیب ہمیں
کہ مثلِ نکہتِ گل دوش پر صبا کے چلے

نہ خوش ہوئے کبھی دار المحن میں آ نکے ہم
ہزار طرح کے رنج و الم اُٹھا کے چلے

ق

یہاں ہم آئے تھے جسوقت آپ روتے تھے
چلے تو اپنے عزیزوں کو ہم رُلا کے چلے

کمال رشک کی جا ہی بچا نہیں ہے ہُت
جو تیرے عاشقِ صادق ہیں گھر خدا کے چلے

چمک کے برقِ الم گر پڑی مرے اوپر
عدو کو جلوۂ دیدار جب دکھا کے چلے

خوشی سے ایسے ہی پھولیں اُٹھا سکیں نہ محب
ہماری نعش پہ دلبر جو مسکرا کے چلے

عدو کو جلانے تھے رفتارِ ناز دکھلانے
سنی جو میری خبر وہ قدم اُٹھا کے چلے

امید کیا ہو بتوں سے کہ دل بچے گا خدا
جب اپنی آنکھ کو ظاہر سے وہ چُرا کے چلے

بے سبب اُسکی اُٹھا کے جھڑکیاں ہر بار کی
آپ ہمنے خو بگاڑی ہے بتِ عیار کی

کیا بیاں کیجے حقیقت انتظارِ یار کی
آ گئی لذت زباں پر ہر دنِ دشوار کی

طبع مائل یار کی جانب ہوئی اغیار کی
موت آئی ہے ہمارے ہاتھ سے دوچار کی

تمسے اب کیا اُنس جب صحبت ہوئی دوچار کی
قُل ہوا اخلاص کا اور فاتحہ ہے پیار کی

کیا نہیں اسکو چٹایا خوں کبھی عشاق کا
ہے زباں کیوں خشک تیرے خنجرِ خونخوار کی

ناصحا اُس دم خدا بھی بھول جاتا ہے مجھے
جبکہ یاد آتی ہے مجکو اُس بتِ عیار کی

کھلگئے قاتل دہن زخمِ دلِ عشاق کے
بے دہن جب دم نظر آئی زبان تلوار کی

مثلِ شیطاں بھاگ جاتا ہے عدو اُس بزم سے
ہے ہمارے ذکر میں تاثیر استغفار کی

ٹل گئے آخر مسیحا جز اجل کو نہیں بس
کون کرتا ہے دوا ظالم ترے بیمار کی

حال آیا نغمۂ مطرب پسر پیر شیخ کو
اس نے دیکھی ہے سیہ مستی کسی میخوار کی

دیکھکر لب کو تمہارے ہوگئے بیمار آپ
تھی بہت تشویش عیسیٰ کو ترے آزار کی

بھر گیا حسرت سے ہر اک زخم کی منہ میں لہو
تیر افگن دیکھکر سرخی ترے سوفار کی

چپ ہوں یوں لگنے ترے گویا نہیں منہ میں زباں
ہے تماشہ خاموشی میرے لب اظہار کی

دیکھتا ہوں جب کبھی تارِ شعاعِ مہر کو
یاد آتی ہے تمہارے طرۂ زردار کی

اپنے فتنوں پہ قیامت کو قیامت ناز ہی
اس نے دیکھی ہی نہیں خوبی تری رفتار کی

ہمنے دشمن کے جلانے کے لئے مطلع پڑھا
کوئی دن ہمسے طبیعت پھر گئی تھی یار کی

آنکھ غصہ میں دکھائی اُس ستم ایجاد کی
عین رنجش میں مجھے دیتی ہے لذت پیار کی

خوبیاں گو کم ہوئیں آئینہ رخسار کی / سبزۂ خط میں ترے تاثیر ہے زنگار کی
دامن دل ٹکڑے ٹکڑے چارہ سازوں کا ہوا / دیکھ صورت ہمارے زخم دامندار کی
حج کعبہ کی بزرگی ہے بجا پر شیخ جی / کوئی دن دیکھو بہاریں خانۂ خمار کی
بند دروازے کئے سکان ہفت افلاک نے / اسقدر دہشت ہے میری آہِ آتشبار کی
سامنے آ مہر داغ یاس کے میرے کہ تا / ہو چمک دونی ترے آئینہ رخسار کی
ایک یوسف پر ہوا ہے راہ میں سودا مجھے / میری وحشت بھی ہے گویا جنس اک بازار کی
اشک خوں بھر آئے جسدم چشم پرنم میں مری / سرخی یاد آئی کسی کی نرگس میخوار کی
ایک جام مے کی خاطر ہاتھ سے اک رند کے / آج بگڑی بات ہے تھی زاہد دیندار کی
[illegible] کیا کوئے جاناں میں گئے / بن گیا مژگاں میں چشم روزن دیوار کی
ہاڑ پر رکھکر عدو نے ہمنے سر کٹوا دیا / بار دیکھے جبکہ اے قاتل تری تلوار کی
ہاتھ میں گر یہ بھی وحشت کا اشارہ ہے مجھے / اشک شکل آبلہ مژگاں ہے صورت خار کی
ابر اٹھا دیکھ کے کعبہ کی جانب سے عسس / خوب سنتا ہے خدا رندان بادہ خوار کی
یہ بھی کیا مجکو نظارہ ہے جو میری طرح سے / رہتی ہیں آنکھیں کھلی ہر روزنِ دیوار کی
اے اجل تا لبوں تک ضعف سے ہوں مشتاق / ہے بہت رفتار مشکل میری جانِ زار کی
اس سے بولو گے تو بوسے کا تمہارے ساتھ یہ / لیکے چشمی نے سیکھی ہے روش کھکار کی
تھم گئے لب پر کلام شوق اگر شرم سے / چھپ نہیں سکتیں مرے مجھسے نگاہیں یار کی
دو تو عالم کو ڈبویا اس نے ای طوفان نوح / ہمسری مشکل ہے میری چشم دریابار کی
عشق کے پردے میں چھپا ای تجلی ہی کی تاب / دیکھو ہشیاری تم اپنے طالب دیدار کی
دام لونگا حضرت یوسف سے میں تار نگاہ / ایک کافر کے لئے تجویز ہے زنگار کی

کچھ اڑا دی کچھ کرا دی کچھ ہلا دی بعد مرگ
کیا ہمارے خاک کی ظالم نے مٹی خوار کی

گرم گو ایسا ہوں میں آتش کے اڑ جائیں دھوئیں
دیکھے وہ ظاہر اگر گرمی مرے اشعار کی

تجھے ہم سے تنفر اے صنم ہے
یہ آفت ہی قیامت ہی ستم ہے

خدا بھی مہرباں ہوتا چلا ہے
کیا اس بت نے جو ہم پر کرم ہے

نہ جا بر سے مرے مر جاؤ نگا میں
تجھے ظالم مرے سر کی قسم ہے

تو کتنی ہی جفائیں کر و لیکن
پھر و نگا دم ترا اگر دم میں دم ہے

وفاداری پہ ہیں اتنی جفائیں
کرم کے بدلے وہ کرتا ستم ہے

عدو کو ساتھ لائے گھر میں میرے
یہ پردے میں کرم کے اک ستم ہے

تجھے دل پھینک دوں گا بر سے اپنی
کہ آیا ناک میں اب تجھ سے دم ہے

تو صورت کو دکھا دی اور نہ بولے
یہ کیا آفت ہے یہ کیسا ستم ہے

گل نرگس پہ شبنم دیکھتا ہوں
تری فرقت میں جب سے چشم نم ہے

لکھا تھا میں نے نامہ اسکو ظاہر
کیا ظالم نے سر میرا قلم ہے

رہائی تجھ سے تصور میں شب جو آ ٹھیری
طبیعت اپنی نہ تا صبح دلربا ٹھیری

گھٹا ہی جاتا ہوں مانند برق میں ہر دم
شب فراق نہ ٹھیری کوئی بلا ٹھیری

ملے ہیں درہم و لیغ فراق حسرت و یاس
ہمارے حق میں جفا تیری کیمیا ٹھیری

پیوں شراب نہ ہر گز وصال شیریں کی
کہ خون دل تری فرقت میں ہی غذا ٹھیری

لبوں کو آپکے آب حیات کہتے ہیں
تمہارا بوسہ مرے درد کی دوا ٹھیری

نہ کعبہ خوش مجھے آتا ہے اور نہ بت خانہ
جو کوئے یار ہی مسکن کی اپنے جا ٹھہری

شب وصال ہیں کیا ہاتھ پاؤں باندھی ہیں
مری شفیقہ و مونس تری حنا ٹھہری

لبوں پہ دم ہے خدا کے لئے ذرا بولو
ہماری جان چلی آپکی ادا ٹھہری

ملو جو تم تو نہ جاں ترک کروں عزیز کبھی
مجھے یہ جان حزیں تم سے کیا سوا ٹھہری

کبھی نہ ہوگا بجز مرگ اپنا چھٹکارا
ترے مریض محبت کی یہ شفا ٹھہری

جہاں کیونکہ نہ اندھیر ہووے ظاہر کو
کبھی نہ وصل کی شب تجھ سے دلربا ٹھہری

جسمیں مٹنے کی نہیں آس وہ الفت کیا ہے
ایک دو دن کی ملاقات میں لذت کیا ہے

دم لبوں پہ ہے مرا اور نہیں پوچھتا تو
نہیں معلوم تجھے مجھسے عداوت کیا ہے

سنکے احوال مرا بولے نہ اول تو وہ کچھ
اور جو بولے بھی تو بولے یہ حکایت کیا ہے

راہ چلتے کو بھی دیتا ہے کوئی دل اپنا
تجھسے امید مجھے آئینہ طلعت کیا ہے

طلب بوسہ پہ ہو جاتی ہیں نیچی آنکھیں
میں سمجھتا نہیں صاحب یہ اشارت کیا ہے

آئے برسوں میں یہاں اور نہ ٹھہرے دم بھر
میرے بچنے کی مری جان یہ صورت کیا ہے

وعدۂ وصل پہ قائم نہیں مری جان کل تک
نیم بوسہ پہ نہیں آج یہ خصلت کیا ہے

بھینا بھینا ہے عجب رنگ میں تیرے قربان
سانولے رنگ سے بہتر کوئی رنگت کیا ہے

گالیاں جھڑکیاں جو چاہو سو دیلو صاحب
دل دیا تم سے ستمگر کو تو حسرت کیا ہے

دیکھکر مجھکو لگا لیتا ہے در کی کنڈی
مجھسے کہتا ہے کہو آپ میں جرأت کیا ہے

لیلیا بوسہ جو باتوں میں بھلا کر اسکا
بولے دیکھے کوئی ظاہر کی شرارت کیا ہے

نہ وصل سے انہیں انکار نے قرار رہے
کچھ اضطراب رہے کچھ نہیں قرار رہے

مزا نہیں جو ہمیشہ وصال یار رہے
ذرا تو چاشنیٔ درد انتظار رہے

مثال صبح ملے ایک مہر طلعت روز
تمام عمر اگر جیب تار تار رہے

رقیب کو کسی پہلو نہ چین ہو یارب
مثال گوہر غلطاں وہ بیقرار رہے

خبر نہیں انہیں کس بات کی مذلت تھی
کہ جب ملے وہ مرے آگے شرمسار رہے

نکالو دزدیٔ بوسہ کے نام سے نامہ
کہ بندہ نام نکلنے میں نامدار رہے

ترے وصال کا اسطرح منتظر ہوں میں
اجل کا شرع میں جیسے کہ انتظار رہے

مئے دو سالہ کو پیکر میں کیا کروں ساقی
وہ مے پلا کہ دم مرگ تک خمار رہے

نہ دشمنوں کے لئے دوستوں سے پیچ رکھو
کرو وہ بات کہ دشمن بھی دوستدار رہے

ہمارے گھر میں کبھی وہ رہے نہ تھے دو دن
جو ہمنے باندھ دیا آنسوؤں کا تار رہے

چڑھائے گل جو نہ کوئی پس فنا ظاہر
تو گل ہمارا چراغ سر مزار رہے

میری الفت کا بیاں تجھسے ستم ایجاد ہے
شکل بھولی ہے مری پر آشنائی یاد ہے

کیا بٹھاؤں چشم طوفاں بار سے
گنبد گردوں دوں تعمیر بے بنیاد ہے

بحر غم میں آشناؤں کو ڈبونا جان کر
آشنائی یہ جہاں میں آپ سے ایجاد ہے

شکل پر ہر ایک کے ویرانی برستی ہے یہاں
مجکو حیرت ہے کہ دنیا کس طرح آباد ہے

فصل گل کے ساتھ جتنی بلبلیں تھیں اڑ گئیں
بیٹھا ہے بیکار جس گلزار میں صیاد ہے

لب تمہارے خشک مثل ماہی گرفتہ ہیں یہاں
حشر میں کیا کوئی کشتہ مائل فریاد ہے

آپکے چشم سخن گو سے وہ روکش کیونکہ ہو
یہ گل نرگس تو اے گل کور مادر زاد ہے

سیر گلشن کیا کہ ہم سر تک اُٹھا سکتے نہیں
اپنے ہی دل کی گرفتاری ہمیں صیاد ہے

مجھسے پوچھیں تو کہوں شیخ و برہمن سے یہ بات
مذہب حق وہ ہی جو ہر قید سے آزاد ہے

اسکی سی خوبی کہاں اُس نخل نے ترکیب میں
میں یہ کس منہ سے کہوں قد آپکا شمشاد ہے

کیوں قریب بیت ابرو آپکی آنکھوں کو ہو
پاس ہر مصرعہ کے خال نے کیا اک صاد ہے

پاس ہو کر بد مزاجی اُٹھ نہیں سکتی تری
ظاہرا جو شاد ہے وہ ہی بہت ناشاد ہے

لفظ قد قامت جو زاہد کہتے ہیں وقت نماز
دیکھا قامت آپکا ہی غیرت شمشاد ہے

جامۂ عریاں ہی ہووے کیوں نہ زینت جسم کی
یہ سراپا مجکو شاہ عشق کی مداد ہے

شیخ صاحب خالی از حکمت نہیں فعل حکیم
ہے بجاسے قبلہ جو کچھ آپکا ارشاد ہے

دیکھئے انصاف سے تو ہیں بھی کچھ مجرم نہیں
بُت برستی مجھسے دنیا میں نہیں ایجاد ہے

ملگیا اُس سے کسی سے جو کبھی ملتا نہ تھا
سچ ہے ظاہر اپنے فن کا تو بڑا اُستاد ہے

تجھے دیر جب اے اثر ہو گئی
خجالت دعائے سحر ہو گئی

ہوا تیری سختی سے ہشیار میں
وہ ٹھوکر مجھے فتنہ گر ہو گئی

نہ تم آئے وعدہ پہ اپنے تو شب
مجھے دود آہ جگر ہو گئی

کبھی اُس نے جھانکا تھا حیرت سے یہاں
نظر اپنی زنجیر در ہو گئی

پیا آب حیوان شمشیر یار
مری تشنگی بھی خضر ہو گئی

نہ چھوڑی پس مرگ بھی پیر یہاں
رہِ مرگ بھی پر خطر ہو گئی

مری جان جاتی نہیں ہجر میں
مگر موج آب خضر ہو گئی

تری چشم کا نور ہے آفتاب
کہ پوشیدہ اُسمیں سحر ہو گئی

کھلے کا وہ ظاہر کہ بڑھ جائے شوق
اُسے عشق کی گر خبر ہو گئی

کیوں نہ آوارہ پھریں غمزدگان دہلی — کہ ہے عنقا کے نشیمن میں نشان دہلی
جھولیاں کیوں نہ بھریں مدعیان دہلی — کہ عجب طرح کی زرخیز ہے کان دہلی
بار منت سے بھلا کس کا نہیں سر نیچا — کس کے سر پہ نہیں احسان شہان دہلی
کوئی ظاہر ہیں نہ تھا اسکی خرابی کا سبب — اپنے اعمال ہوئے آفت جان دہلی
کس قرینہ سے تھی آراستہ ہر جنس کی چیز — چیستاں تھی گویا کہ دوکان دہلی
صبح پیری کی ہے کافور سے اسکو نسبت — گل سے رخسار جو رکھتے تھے جوان دہلی
ق
رشک طوبا قد دلجوئے انور خورشید — ماہ نو تھا خم ابرو سے بتان دہلی
بند ہو جاتے ہیں شیرینیٔ الفاظ سے لب — کیا زباں کھول سکیں مدعیان دہلی
میرے نزدیک تو جب داد فصاحت کی ملے — دہن اللہ کا ہو اور زبان دہلی
نظر آتی نہیں صورت کوئی آسایش کی — پنجۂ مرگ میں ہے جاں کساں دہلی
اک فلک اور بنا اپنے ستانے کے لئے — جب اٹھا دل سے مرے دود فغان دہلی
ایسی تصویر بتوں کو جو بگاڑا اے چرخ — کیا دل عاشق شیدا تھی مکان دہلی

گہہ ادھر گاہ اُدھر پھرتے ہو ظاہر دن بھر
بن گئے سایۂ دیوار مکان دہلی

قصیدہ بصفت رای ہرگوبند صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر بلبگڑھ ضلع دہلی

رکھے نہ کیونکہ ترا وصف اپنی ورد زباں — کہ ہے ستایش والا سے کامیاب جہاں

خدا ہو حافظ و ناصر ترا طفیل جہاں
کہ حسن نظم سے تیرے ہے انتظام جہاں

رہے تو سایہ و امان رحمت حق میں
کہ فرق خلق خدا پر ہے تیرا دست اماں

وہاں دبیر فلک عقل کل کو دخل نہ ہو
جہاں ہو فہم و فراست کا تیری ذکر بیاں

وہ رتبہ تجکو ہے حاصل کہ جسکی شوکت سے
عدو ہیں سب تری پامال دوست ہیں خنداں

شجاع عصر و جوانمرد دیکھ کر تجھ کو
عروس دم ہے یہ آگے ترے نیاز کناں

تمہاری فرط عطا پا نہیں سکے اے جواد
ہوا ہے حاتم طائی بھی زیر خاک نہاں

ترا سحاب کرم جسطرح ہے گوہر بار
کبھی جہاں میں برسا نہ اسطرح نیساں

ق
کہ صرف اُس سے وہاں صدف ہے پر گوہر
ہے اس سے غرق جواہر تمام ہندوستاں

علم ہو رزم میں گر تیری تیغ خوں آشام
نہاں ہو زیر سپر ڈر کے رستم دوراں

شمیم خلق سے تیرے وہ مشک بار انام
کہ لپٹیں لیتی ہیں جس سے تمام کون و مکاں

کیا ہے صاف وہ انصاف نے ترے عالم
ہوئی ہے گرد خصومت جہاں سے پراں

کروں میں اشہب چالاک کا ترے کیا وصف
سوار اُسکا رہے تو سدا بعظمت و شان

ق
وہ تیز گام ہے ایسا کہ اسپہ بیٹھ کے تو
کبھی کہے زہن پاک سے جو اپنے ہاں

زباں سے ہی تری نکلی نہ نکلی مُنہ سے الف
کہ جہان ڈالے بس اتنے ہی ہیں دونو جہاں

کیا ہے مدح کو ظاہر نے اب دعا پر ختم
تو کامیاب رہے جب تلک ہے نظم جہاں

سہرہ شادی بلند اقبال پیارے لال زاد عمرہ و قدرہ

کیوں نہ ہو نام خدا تجکو یہہ زیبا سہرا
پیارا پیارا ہے تو اور ہے ترا پیارا سہرا

غیرتِ بدر ہے نوشاہ کا روئے پر نور
اور ہے رشک دہ عقد ثریا سہرا

ترے رخ کی طرف اتنا ہی نگاہوں کا ہجوم
دوسرا اور بنا تار نظر کا سہرا

دست مژگاں سے بلائیں تری ہر چشم نے لیں
رخ روشن سے جو ہیں تو نے اٹھایا سہرا

نظر بد کی حفاظت کے لئے مثل نقاب
گل عارض پہ ترے رہتا ہے چھایا سہرا

یہ تمنا ہے کہ گھیرے تجھے سر سے پا تک
تیرے قدموں کی طرف کو ہی جو جھکتا سہرا

گل جنت کروں ہاتھوں پہ تصدق اسکے
جس نے اے نور بصر تیرا بنایا سہرا

اپنے جامہ میں سماتا ہی نہیں جوں نکہت گل
دل میں پھولا ہے خوشی سے مرے اتنا سہرا

سجدۂ شکر ادا کرتا ہے ظاہر کہ اسے
تجھسے فرزند کا خالق نے دکھایا سہرا

قطعۂ شرف ملازمت رائے بنسی لال صاحب ڈپٹی کلکٹر بہادر دہلی

ڈپٹی صاحب کی ہوا خدمت میں جب میں باریاب
ہو گیا میں دولت دیدار سے اُن کے نہال

سایۂ دولت سے انکے ہی جہاں میں روشنی
مہر عالمتاب ہے انکا جمال باکمال

دی دعا ظاہر نے یہ انسے ملاقی جب ہوا
تو رہے قایم بایں شوکت بایں جاہ وجلال

مثل ماہ نو ترقی دن بدن ہووے تجھے
دشمنوں کو بدر کی مانند ہو ہر دم زوال

یک صد و سی سال دنیا پر رکھے خالق تجھے
ایک ایک ساعت ہو ہر ایک سال کا دو لاکھ سال

پہلے امید ہی امید میں رکھا مجکو
پھر بلایا کبھی باد اور یونہیں پھیرا مجکو

کونسی بات کا ہو یار بھروسا مجکو
ہائے گھر میں نہ بلایا نہ بلایا مجکو

آج بھی آپنے وعدے ہی پہ ٹالا مجکو

کونسا اوج تھا اور کونسا رتبا مجکو
کس لیئے خاک میں یوں اُسنے ملایا مجکو

درہم داغ سوا اور ملا کیا مجکو
گر گرانا ہی اُسے مدِ نظر تھا مجکو

تو فلک یار کے قدموں پہ گرایا مجکو

واہ کیا خوب گذرتی ہے تمہاری اوقات
اُن سے یہ بات کہ آتی نہیں جنکو کوئی بات

شہر میں پھرتے ہو غیروں کے دیئے ہاتھ میں ہات
کور بہتر کہ نہ دیکھیں تمہیں اغیار کے ساتھ

رنج دکھلاتے ہیں کیا دیدۂ بینا مجکو

شوق تھا دشت نوردی کا جب ایّامِ کہن
اثرِ وحشتِ دل ہے وہی بعدِ مردن

چوم لیتے تھے قدم آکے غزالانِ ختن
مری مٹی سے کلالوں نے بنائے ہیں ہرن

جلتے ہیں تری آنکھوں کا یہ کشتہ مجکو

چشم پر آب مرے واسطے اک عالم ہے
بیک صاحب کی رکاوٹ کا وہی عالم ہے

دوست سنتے ہیں فیقو کو نہایت غم ہے
حالت نزع ہے مرتا ہوں لبوں پر دم ہے

آپ سے دوست نے اسوقت ہیں چھوڑا مجکو

تاز بردار توانائی میں تھا یہ دل ریش
راتدن رہتا ہے بہات کا مجکو ہیں وہ پیش

آتشِ رشک سے جلتے تھے سبھی بداندیش
کام آتا تری زنار کے اسے کافر کیش

لاغری نے تو نر رشتہ بھی بنایا مجکو

دوست کہتے ہیں کہ کچھ ہمیں نہ حجت کیجے
میں یہ کہتا ہوں کہ کس آس پہ ہمت کیجے

چل کے اس شوخ سے اظہار محبت کیجے
کیونکہ اُس سے طلب بوسہ پہ جرأت کیجے

منہ لگاتا نہیں ظالم کبھی اتنا مجکو

کی نہ اس غمزۂ غماز نے کیا غمازی
اور تو قطع نظر دیکھ تو انکی خوبی
آگ کیا کیا نہ تبسم نے ترے برسائی
یہ گرتے ہیں مرے مزرعۂ دل پہ بجلی
چشم فتان کا تری ہے یہ اشارا مجکو

نہ مغرور نہ معجب ہے نہ اسکو نخوت
اس سبب سے ہے ملاقات میں رسم صحبت
نہ کسی غیر نہ غماز سے اسکو رغبت
اپنی آرایشوں سے اسکو نہیں ہے فرصت
گھر میں کسوقت بلائے وہ خود آرا مجکو

کیا کہوں شوق میں حالت ہوئی کیا کیا میری
پاس کچھ بھی نہ کیا دل شکنی کا میری
تونے پوچھی نہ خبر آنکے اصلا میری
ایک بھی تجھسے بر آئی نہ تمنا میری
تا دم مرگ رہیگی یہہ تمنا مجکو

تم گلہ کرتے ہو آتے نہیں اس گھر ہی قریب
بات تنہائی میں ہوتی نہیں بندے کو نصیب
حکم ہو دے تو کہے خدمت عالی میں غریب
آؤں کسوقت کہ گھیرے تمہیں رہتے ہیں رقیب
وقت فرصت نہیں معلوم تمہارا مجکو

وہاں گئے وہ کہ جہاں جانکا بچنا ہی محال
لوگ کچھ اور ہیں واں اور ہی ڈھنگ اور ہی چال
میں گیا ڈھونڈنے انکو تو دیا مجکو نکال
پوچھتا حضرت ظاہر کا میں کس سے احوال
نہ ملا کوئی وہاں اپنا شناسا مجکو

چمن تاریخ

۱۳۰۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد نعت کے یہ احقر العباد رام پرشاد دہلوی ظاہر تخلص حال مجسٹریٹ اول ضلع گرد گوالیار عرض پرداز ہے کہ ۱۳۰۴ھ ہجری میں نسخہ تذکرۃ النسا مولفہ سراپا اتحاد جناب منشی درگا پرشاد صاحب دہلوی نادر تخلص مطالعہ کر رہا تھا اُس میں لکھا ہے کہ صنعت نادر میں تاریخ لکھنا بہت ہی مشکل ہے مومن خاں صاحب مومن و مظفر خانصاحب کرم نے ایک ایک تاریخ لکھی اور رجب علی صاحب نے پچیس اس صنعت میں تحریر کیں احقر نے اُسی وقت طبع آزمائی کی بفضل ایزد برحق اُسی وقت تاریخی نام اسکا چمن تاریخ کہ ہم اسم و ہم مادہ تاریخ ہی ہاتھ آیا اور تاریخیں لکھنی شروع کیں اب شعرائے نامی و مورخان گرامی سے امید ہے کہ اگر کسی جا غلطی واقع ہوئی ہو معاف فرما کر مورد طعن نہ فرمائیں ۔

	حساب حروف صنعت نادر اس طرح پر ہے	

ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط	ی
یک	دو	سہ	چہار	پنج	شش	ہفت	ہشت	نہہ	دہ
۳۰	۱۰	۶۵	۲۰۹	۵۵	۶۰۰	۴۸۵	۷۰۵	۵۵	۹

ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص	ق	ر
بست	سے	چہل	پنجاہ	شصت	ہفتاد	ہشتاد	نود	صد	دوصد
۴۶۲	۷۰	۳۸	۶۱	۷۹۰	۴۹۰	۷۱۰	۶۰	۹۴	۱۰۴

ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
سہ صد	چہارصد	پنج صد	شش صد	ہفت صد	ہشت صد	نہہ صد	ہزار
۱۵۹	۳۰۳	۱۴۹	۶۹۴	۵۷۹	۷۹۹	۱۴۹	۲۱۳

تاریخ وفات حکیم بوعلی سینا ۳۷۳

بوعلی سینا موجد حکمت — شد ز دنیا بجانب جنت
در صنع نادرہ سروش غیب — ہائے دل گفتہ شد سن رحلت

تاریخ وفات مولوی نظامی ۵۹۲

نظامی شدہ شاعر بے نظیر — ز ملک فنائے بملک جناں
سروش بگفتہ بنادر صنع — جلیل بشر سال رحلت بداں

تاریخ وفات اوحد الدین خاقانی ۵۹۲

چو آں شاعرِ بیمثال جہاں	پئے دید خلد ز دنیا برفت
بنا در صنع سال ترحیل او	بجا ہے شدہ ہاتف غیب گفت

تاریخ وفات فخر الدین رازی ۶۰۶

رفتہ رازی چو جانب جنت	سن رحلت رقم بکن ظاہر
سال او ہاتفی بمن فرمود	لفظ اکبر بصنعت نادر

تاریخ وفات محمود غزنوی ۶۰۷

غزنوی کہ نام محمود است	شد ز دنیا بجنتِ نادر
سال رحلت بمن خرد فرمود	آہ درد بصنعتِ نادر

تاریخ وفات مولانا شمس تبریز ۶۴۴

شمس تبریز شاعر والا	شد ز دنیا بجنتِ حوراں
در صنع نادرہ سروش غیب	باکرم گفت سال رحلتِ آں

تاریخ وفات حضرتِ مصلح الدین شیخ سعدی شیرازی ۶۹۰

از جہاں رفتہ محبت بے نظیر	سعدیِ بیمثل شاعر متقی
چوں بنادر صنعتِ جستم سال	ایں الم ہیہات گفتہ ہاتفی

تاریخ وفات بدر چاچی ۷۲۵

بدر چاچی شاعر شیریں کلام — از جہاں جانب جنت چو رفت
چوں بنا در صنعت جستیم حال — تاریخ آں نادر سروش غیب گفت

تاریخ وفات شمس الدین حافظ شیرازی ۷۹۱

آنکہ شمس الدین حافظ بے نظیر — شد ز دنیا جانب ملک بقا
از سروش غیب در نادر صنع — پاک دل از روئے بسمل شد ندا

تاریخ وفات مولانا جامی ۸۹۹

وائے مولانا جامی نادر — شد ز دنیا بصد جلال و کمال
آں سروش بصنعت نادر — بحن آہ گفت سال وصال

تاریخ وفات حضرت ہلالی ۹۳۶

ہلالی شاعر بے مثل و نامی — بجنت آں بشد از حکم احکم
سروش غیب داں سال رحلت — بنا در صنعت گفتہ مسلم

تاریخ وفات محمد غوث گوالیاری رح ۹۷۰

چوں محمد غوث عالی مرتبہ — از جہاں جانب خلد برفت
سال رحلت آں بصنع نادرہ — آہ پیر فن داں سروش غیب گفت

تاریخ وفات ملا طاری ۹۸۲

ملا طاری سخنور کامل — سوئے خلد بریں چو او رفتہ
سالِ رحلت بصنعت نادر — اہل دانش شدہ و خرد گفتہ

تاریخ وفات عرفی ۹۹۹

چو عرفی شاعر بے مثل و نامی — بجنت بے شبہہ رفتہ بصد زیب
بنادر صنعت سال وفاتش — بنظم دیباجہ گفتہ ہاتفِ غیب

تاریخ وفات ابوالفیض فیضی ۱۰۰۴

چوں ابوالفیض صاحب تقدیر — شد ز دنیا بشوکت و توقیر
در صنع نادرہ سروش گفت — لفظ نادر بداں بروے وزیر

تاریخ جنت نشینی حضرت اکبر شاہ بادشاہ ۱۰۱۴

شہنشاہ زماں والا مناقب — بخلد پاک از دنیا برفتہ
بنادر صنعتِ ثنائش بظاہر — فغانِ غیب داں از ما بگفتہ

تاریخ وفات عرشی ۱۰۹۱

چو عرشی تخلص بصد کر و فر — برفتہ ز دنیا بخلد جناں
بنادر صنع ہاتفِ غیب گفت — غم با صفا سال ترحیل آں

تاریخ وفات میرزا بیدل ۱۱۳۳

شاعر بیمثل عالی منزلت ہاتفی گفتہ بصنع نادرہ	شد ز دنیا جانب ملک جناں میرزا بیدل بجاے سال آں

تاریخ وفات پیر محمد ثابت ۱۱۴۱

شاعر بے نظیر ثابت بود از جہان بجنت رفتہ	سال رحلت بصنعت نادر قیصر شاعراں خرد گفتہ

تاریخ وفات احمد یار خاں یکتا ۱۱۴۷

شاعر بے نظیر یکتا بود - سال رحلت بصنعت نادر	سپئے خلد بریں قصد نمود آہ فریاد ہاتفی فرمود

تاریخ وفات محمد حسین شہرت ۱۱۴۹

چوں محمد حسین شہرت بود از جہاں شدہ بملک بقا	از سروش بصنعت نادر پاکدل شد بمن رسید ندا

تاریخ علی حزیں ؛ ۱۱۸۰

حزیں شاعر جلیلہ بامراتب بسن ترحیل او در صنع نادر	ز دماے بہشت دید لاریب بافہیم دہر گفتہ ہاتف غیب

تاریخ وفات میر تقی ۱۲۲۵

چو میر تقی شاعر بے بدل — برفته بعظمت بخلد جناں
بنادر صنع هاتف غیب داں — تقی بود گفته سن و سال آں

تاریخ وفات غلام علی راسخ ۱۱۳۸

واے نادر تخلص راسخ — پیٔے دیدار جنت رفته
سن رحلت بصنعت نادر — آه والا شده خرد گفته

تاریخ وفات محمد بخش مهجور ۱۱۴۰

آنکه مهجور شاعر بیمثل — پیٔے دیدار خلد قصد نمود
سن وصلش بصنعت نادر — از جهاں آں شده خرد فرمود

ایضاً ۱۲۴۰

مهجور تخلص و عقیله — در خلد نعیم و پاک رفته
در صنعت نادره ز هاتف — مهجور بشد ندا رسیدا

تاریخ وفات الٰهی بخش معشوق ۱۲۴۱

شاعر ذی وقار و نامی بود — سوے خلد بریں قصد نمود
سال رحلت بصنعت نادر — بشده ذی هنر خرد فرمود

تاریخ وفات الٰهی بخش معروف ۱۲۴۲

وائے معروف نام وزنا سے	زیں جہاں بجنتِ چوں رفت
سال رحلت بصنعت نادر	لفظ ذی عقل غیب داں گفت

تاریخ وفات امام بخش ناسخ

تخلص ناسخ و شاعر جلیلہ	بخلد پاک از دنیا برفتہ
سن رحلت بنا در صنعت آں	بجاہ از جہاں شد غیب گفتہ

تاریخ وفات فخر الدین حشمت ۱۲۶۷

فخر دین تخلص حشمت	جانب خلد بے شبہہ رفتہ
آں سروس بصنعت نادر	آہ اہل کرم شدہ گفتہ

تاریخ وفات حکیم مومن دہلوی ۱۲۶۸

شاعر بے نظیر و مومن نام	از جہاں بجنتِ چوں رفت
ہاتفی بصنعتِ نادر	اہل الفت سنِ وصال گفت

تاریخ شادی برادر عزیز بلونت کشور جی ۱۸۴۹

بساعت نیک در سال مسیحی	مسرت شادی بلونت افزود
بنا در صنعتِ ہاتف سن او	زہے شادی مبارک باد فرمود

تاریخ وفات شیخ ابراہیم ذوق دہلوی ۱۲۷۱

ذوق شاعر نامور نازک خیال	از جہاں جانب جنت برفت
سال رحلت آں بصنع نادرہ	آں فہیم شد سروش غیب گفت

تاریخ وفات خواجہ سلطان تخلص سلطان ۱۲۷۲

خواجہ سلطان صاحب شوکت بشد	زیں جہاں جانب ملکِ جناں

سال رحلت او بصنع نادرہ   اہل رفت آمد ندا از غیب داں

تاریخ وفات اشرف علیخاں مست ۱۲۷۴

چو مست است شاعر عقیل و حلیم   بشد از جہاں بملکِ جناں
بنادر صنع ہاتفِ غیب گفت   دریغ و الم سال رحلت بداں

تاریخ وفات حافظ رشید وحشت تخلص ۱۲۷۴

شاعر عمدہ خصال و پاک دل   شد ز دنیائے بصد جاہ و صفات
گفتہ سال و سن ترحیل آں   آہ سنجیدہ بصنع نادرات

تاریخ شہادت مولانا امام بخش صاحب صہبائی ۱۲۷۴

گرامی مرتبہ استاد شعرا   بدست ظالماں مقتول گشتند
سروش و ہاتفی در صنع نادر   الم بخشیدہ سال وصل گفتند

تاریخ ولادت برخوردار سردار سنگھ ۱۹۰۸

ہوا پیدا امرے ہمشیرہ زادہ   بصد زینت بصد فرحت بصد زیب
بنادر صنعتِ سمت میں تاریخ   مبارک ہووے بولا ہاتف غیب

تاریخ وفات فرزند علی مسلم تخلص ۱۲۷۶

شاعرِ بے نظیر و نامی بود   شد ز ملک فنا بکوئے جناں
گفتہ ہاتف بصنعتِ نادر   لفظ فکر ست سال رحلتِ آں

تاریخ ولادت برخوردار پیارے لال ۱۹۱۰

چوں تولد بسال بکرمی -   نور دیدہ پاک صورت مہ لقا
ہاتفی گفتہ سن پیدائشش   خورمی دیدم بصنع نادرا

تاریخ پیدائش پسر بجانہ میر الفت علی دہلوی ۱۸۵۵ء

دادِ خالق نورِ دیدہ میر را — در ہمایوں ساعت نیکو زماں
در سنِ عیسی بصنعِ نادرہ — موجبِ راحت بگفتم سالِ آں

تاریخ انتقال پر ملال جنابہ والدہ ماجدہ صاحبہ ۱۹۱۲

بسن بکرمی والدہ صاحبہ — ز دنیا ببالائے کیلاش رفت
پئے یاد در صنعت نادرہ — دریغ و الم واے ہاتف بگفت

تاریخ انتقال جناب عموی لالہ بجے سنگہ صاحب ۱۹۱۴

جناب قبلہ و کعبہ خداوند — ز دنیا جانب کیلاش رفتہ
بنادر صنعت در سال بکرم — ز جان آں بر فتہ غیب گفتہ

تاریخ رونق افروزی جناب فیضمآب شاہ بند برنگون ۱۹۱۴

آں صاحب تحمل و حیا از دہلی شدہ باد ردو غم — بہر یاد آں بسمت بکرمی از عقل و ہاتف خواستم
شد بے سر و پا ز غمش بنگر بصنع نادرہ — عقل و حیا و فیض و دو فا جاہ و حشم فضل و کرم

ایضاً ۱۸۵۸ء

شاہ عالی قدر در سال مسیح — شد برنگون بحال بے بسی
سال رونق او بصنع نادرہ — تاج دہلی رفت گفتہ ہاتفی

تاریخ ولادت برخوردار چندو لال ۱۲۷۵

چوں بیوم سعد و سال نیک تر — نور چشم آمد بحال خورمی
در صنع نادر بظاہر دہلوی — با مسرت سال گفتہ ہاتفی

تاریخ ولادت فرزند بجانہ برادر عزیز بلونت کستورچی ۱۸۵۹

بسال عیسوی یوم مبارک
بچشم مہر پرور نور افروز
بنا در صنعت سال ولادت
شدم خوش ہاتفی غیبی بفرمود

تاریخ جنت نشینی حضرت شاہ ہند ۱۲۷۹

شاعر عمدہ کلام ذی وقار
رونق دادہ بجنت باصفات
سال او گفتہ سروش غیب داں
دیدہ شد جنت بصنع نادرات

تاریخ انتقال مردان خانہ ۱۹۲۳

حیف صد حیف محرم رازم
قصد کیلاش زیں جہاں بنمود
در صنع نادرہ بنکرم سال
حیف صد رنج ہاتفی فرمود۔

ایضاً ۱۹۲۳

محرم راز ما ببکرم سال
سوئے کیلاش زیں جہاں رفت
در صنع نادرہ سروش غیب
شد بصد فکر ہاتفی گفت

تاریخ وفات مسماۃ کریما زوجہ عبد الکریم رنگریز ۱۹۲۵

آں کریما زوجۂ عبد الکریم
جانب جنت سدہ او عصمتی
چوں بنا در صنعت جستیم سال
وائے رنگریزن بگفتہ ہاتفی

تاریخ وفات حیدر علی تخلص ساقی ۱۲۸۳

چوآں حیدر علی ساقی تخلص
پئے دیدار جنت قصد بنمود
بنا در صنعت سال وفاتش
دل پر درد شد ہاتف بفرمود

تاریخ وفات مرزا نوشہ صاحب عرف غالب ۱۲۸۵

مرزا نوشہ تخلص غالب
شد تہ خاک آں بجاہ و جلال

وقت رحلت بصنعت نادر		بود اہل ہنر بگفتم سال

تاریخ جنت نشینی مرزا فیاض الدین صاحب شہزادہ بنارس ۱۲۸۶

چو فیاض زماں حلم تخلص	۲	بجنت پاک از دنیا برفته
بنادر صنعت ظاہر سن او		بشد حلم بآہ و سال گفته

تاریخ وفات نواب مصطفے خانصاحب دہلوی تخلص شیفتہ ۱۲۸۶

مصطفے خان عقیل و بے نظیر		از جہان جانب جنت برفت
سال ترحیلش بصنع نادرہ		بہر محسن شد ہاتف غیبی بگفت

تاریخ انتقال برادر عزیز کشن لال ۱۹۲۶

گیا دنیا سے جب عزیز از جان		بولا ہاتف بصد ہزار ملال
صنعت نادرہ و سمت ہیں		لفظ ورد و محن ہیں لکھدی سال

تاریخ وفات شیخ جیون افیونی ۱۹۲۷

شیخ جیون ناتواں افیون خوار		رفتہ در سمت سوئے ملک جناں
گفتہ شد ہاتف بصنع نادرہ		آہ افیونی شدہ سالش بداں

تاریخ انتقال پرملال جناب قبلہ گاہی صاحب دام ظلہ ۱۹۲

ولے صد ولئے قبلہ و کعبہ		سمت کیلاس اس جہاں سے گئے
صنعت نادرہ و سمت ہیں		موت غالب ہوئی یہ سن لکھے

تاریخ وفات محمد افضل۔ راسخ ۱۲۸۶

راسخ بے مثل عمدہ بے نظیر		از جہاں رفتہ سوئے ملک جناں
ہاتفی در صنعت نادر بہن		اہل دل با حلم گفتہ سال آں

تاریخ وفات میرزا رحیم الدین حیا تخلص ۱۲۸۸

چو شاعر بے نظیر وذی لیاقت
بجنت رفتہ با عزت بشوکت

بنادر صنعتِ ہاتف بظاہر
حیا بازیب گفتہ سال رحلت

تاریخ وفات حکیم احسن خاں دہلوی ۱۲۹۰

اہل دانش حکیم لاثانی -
شد ز دنیا بکوچۂ رضوان

گفت ہاتف بصنعت نادر
آہ حشمت سین وصال آں

تاریخ انتقال واسدیو رامچند صاحب نائب ریاست گوالیار ۱۹۳۲

واسدیو رامچند عادل زماں
زیں جہاں رفت سوئے ملک بقا

در سن بکرم بصنع نادرہ
آہ والد رفت گفتہ ہاتفا

تاریخ وفات مولوی علی حسن حسن تخلص ۱۲۹۳

شدہ نازک خیال و لاثانی
زیں جہاں بجنت والا -

سال رحلت بصنعت نادر
مرد شیریں کلام دل گفتہ

تاریخ تعمیر چاہ گنیش رائے ۱۹۳۵

ایں چاہ بناشدہ مصفا -
از صرف زر گنیش رائے

در صنعت نادرہ ز ہاتف
ایں چشمۂ فیض شد ندائے

تاریخ مقتولی پنجابن کسبی بمقام لشکر گوالیار سنہ ۱۸۷

ہوئی مقتول جبکہ پنجابن
گئی دنیا سے سوئے ملک بقا

صنعت نادرہ میں اے ظاہر
فکر تاریخ کا جو میں نے کیا

عیسوی سال میں یہ لکھہ تاریخ
بولا ہاتف دریغ واویلا -

تاریخ وفات محمود خاں بہیضہ ۱۲۹۷

بالحاق مرض ہیضہ بجنت — ز دنیاے تباتے رفتہ محمود
بنادر صنعتِ سالِ وفاتش — بہیضہ شد سنش ہاتف بفرمود

تاریخ وفات حکیم تفضل حسین نے ۱۹۳۳

آں تفضل حسین باشوکت — زیں جہاں شد بجانبِ جنت
گفت سالش بصنعت نادر — مُرد حکمت آہ آب درسمت

تاریخ انتقال داہن جی راؤ صاحب ہردیوان ریاست گوالیار ۱۹۳۲

درسِن بکرمی چو داہن راؤ — زیں جہاں سوئے عدم رفتہ
سِن رحلت بصنعت نادر — وائے عاقل زماں خرد گفتہ

تاریخ انتقال پنڈت بھولا ناتھ داروغہ آبکاری دہلی ۱۹۳۸

وائے بھولا ناتھ عالی مرتبہ — زیں جہاں درسمت بکرم برفت
سال فوت او بصنع نادرہ — آہ ازجاں برفتہ غیب گفت

تاریخ ولادت برخوردار جواہر لال ۱۹۳۸

بفضل ایزد برحق نبیرۂ دویم — بسال نیک باایام بہ شد مولود
بنادرہ صنعتِ ہاتفی بکرم سال — بنا دا بخت بکرم بمن خرد فرمود

تاریخ انتقال سیٹھ رگھناتھ داس گوالیاری ۱۲۹۸

سیٹھ رگھناتھ داس بارفعت — سوئے ملکِ بقا زجاں رفتہ
سال رحلت بصنعت نادر — وائے جاں دادہ ہاتفی گفتہ

تاریخ ولادت فرزند سبحانہ نصر اللہ اہلمد دیوانی لشکر ۱۲۹۸

در زمانِ نیک از فضلِ کریم	داد فرزندی بحشم بانصیب
چو جستم در صنعتِ نادر سروش	گفته شد آں نورِ چشم بانصیب

تاریخ وفات حکیم منور بیگ ۱۹۳۹

چو در سالِ بکرم حکیم عقیل	قضا آمد و شد بسوئے عدم
خرد گفت سالِ بنا در صنع	شده جنتی اہلِ دل باکرم

تاریخ انتقال باپو صاحب ملی جاگیردار گوالیار ۱۹۳۹

چو باپو صاحب نامی گرامی	بکیلاش معلے رفت لاریب
بنا در صنعتِ در سال بکرم	ندا آمد حلیم رفت از غیب

تاریخ ولادت فرزند بخانہ لالہ بنارسی داس صاحب دہلوی ۱۲۹۹

بساعت سعیدہ تولد بشد	زہے نور دیدہ مسرت نما
چو ظاہر بنا در صنع سال جست	ذکی باد از غیب آمد ندا

تاریخ جنت نشینی مرزا محمد قادر بخش صابر صاحب تذکرہ گلستان سخن ۱۹۴۰

چو اُستادِ جہاں والا مناقب	بجنت در سن بکرم برفتہ
بنا در صنعت ظاہر ندائے	بحلم رفت از غیب رسیدہ

تاریخ تعمیر مسجد روڑپورہ متصل گوالیار ۱۹۴۰

بصرف ہمت و زر شیخ کلو	بنا بہ مسجد تعمیر بنمود
بنا در صنعت در سال بکرم	مصفا مسجد ہاتف بفرمود

تاریخ وفات حکیم ولایت حسین خاں ۱۸۸۳

حکیم بے مثال و ذی مراتب	بعیسی سال از دنیا برفتہ

بنادر صنعت سال وفاتش — بذات پاک آں شد غیب گفتہ

تاریخ انتقال پنڈت اجودھیا پرشاد صاحب وکیل دربار گوالیار مبتلا تخلص ۱۹۴

مبتلا عاقل زماں حیف حیف — سائن کیلاش شد والا مکاں
خواستم سالش بصنع نادرات — ذہی سعور ہاتف بگفتہ سال آں

ایضاً ۱۹۴۱

منشی بے نظیر در سمت — زیں جہاں سوئے عدم رفتہ
پئے یادش بصنعت نادر — زاری فریاد غم خرد گفتہ

ایضاً ۱۸۸۴ع

وائے صد وائے منشی نادر — بس عیسوی زجہاں رفتہ
سال رحلت بصنعت نادر — عاقل و کامل خرد گفتہ

ایضاً ۱۳۰۱

تخلص مبتلا نامی گرامی + — بکیلاش معلے آں برفتہ
بنادر صنعت ہاتف سن او + — فغاں آمد زروے بیم گفتہ

ایضاً ۱۳۰۱

منشی بیمثل و شاعر نامور — شد بکیلاش معلے زیں جہاں
در صنع نادر زروے آہ گفت — مبتلا ہیہات شد سالش بداں

تاریخ وفات قادر بخش چپراسی ۱۳۰۰

وائے قادر بخش چپراسی عقیل — اٹھ گیا دار المحن سے باصفات
صنعت نادر میں یہ تاریخ ہے — نام جو تھا ہے وہی سال وفات

تاریخ تعمیر مسجد بمقام گوالیار ۱۳۰۲

مسجد پاکیزہ چوں گشتہ بنا + | جہت اسلامان زاہد متقی
بہر یادِ آں بصنع نادرہ + | پاک صاف آمد ندا از ہاتفی

تاریخ ولادت نبیرہ منشی جہجی لال وکیل دربار کرولی ۱۳۰۳

چوں تولد شد عزیز اقبال مند | شد مسرت خانہ خانہ در جہاں
سال پیدایش بصنع نادرہ | رحمت باری بگفتم سال آں

تاریخ ولادت برخوردار نند لال ۱۳۰۳

مولود شد نبیرہ ثالث عزیز من | در سال نیک تر و بساعت سعیدی
در صنع نادرات سالش بظاہرا | بیمثل نور چشم ندا داد ہاتفی

تاریخ ولادت فرزند بخانہ کنہیا لال جی ۱۹۴۲

بخانہ مشفق صادق بسمت | تولد نور دیدہ شد بجاہے
بنا در صنعتِ از غیب ہاتف | مبارک راحتِ جاں شد ندائے

تاریخ وفات حکیم اکبر علی صاحب وکیل دربار گوالیار ۱۸۸۶

رفتہ والد بجانبِ جنت - | وائے صد وائے غایب و حاضر
گفتہ ہاتف بعیسوی سالش | لفظ افزوں بصنعتِ نادر

کتخدائی بلند اقبال ہیرا لال سلمہ ۱۸۸۷

چو شادی بلند اقبال گردید - | با یام سعید و زینت بہ
بنا در صنعت ہاتف بظاہر | بعیسی سال گفتہ فرحت بہ

ایضاً ۱۳۰۴

کتخدا شد عزیز راحت جاں — در زماں سعد و ساعتِ نادر
خواسته ظاہر و سنش ہاتف — خوب گفته بصنعتِ نادر

ایضاً ۱۳۰۴

شادیِ نیک بخت چوں گردید — در زماں نیک و ساعتِ نادر
سال شادی سروش از ظاہر — عرف گفته بصنعتِ نادر

تاریخ انتقال لچھمن راؤ الوکی سر ۱۹۴۳

جو لچھمن راؤ جی نامی گرامی — برائے سیر کیلاش برفته
بنادر صنعت ہاتف بسمت — ز دنیا پاک دل شد سال گفته

تاریخ کیلاش باشی شدن جناب فیضمآب مہاراجہ صاحب عالیجاہ جیواجی راؤ سیندھیا بہادر والئے گوالیار ۱۹۴۳

وائے عالیجاہ عادل اہل علم و منبع فیض و کرم — ترک احباب نمود و شد ز دنیا جانب ملک عدم
شد بے سر و پا گفته ہاتف در صنع نادر بسمت بکرمی — علم و وفا فضل و ہنر جاہ و حشم صبر و کرم

تاریخ پیدائش فرزند بخانہ احسان علی خاں ۱۳۰۴

زاد چوں فرزند در نیکو زماں — شد مسرت خانہ خانہ در جہاں
ہاتفِ غیبی بصنعِ نادره — نور چشم آمد بگفته سال آں

پیدائش نبیرہ منشی روشن لال ۱۹۴۳

در زمان سعد و ساعت نادر — شد بسن بکرمی پسر مولود
سال آمد بصنعت نادر — زینت خانداں خرد فرمود

تاریخ ترقی پنڈت پیارے لال صاحب کوتوال بعہدہ اسسٹنٹی سرشتہ دیوانی حضور دربار ۱۹۴۳

گرامی مرتبہ عادل زمانہ — ترقی یافتہ والا بسمت
بنادر صنعت گفتم سن او — بجاہ شد ترقی نیک نیت

۱۹۴۳ تاریخ وفات موتی خاں جمعدار جاگیردار گوالیار بغرقیدگی پ بروز عید الفطر

بسن بکرمی آں در بے بہا — بعہد مبارک چناں غرق شد
بنادر صنع ہاتفی سال گفت — درے نادرہ نذر آب شد

تاریخ انتقال مہادیو جوہری ۱۹۴۳

مہادیو نامی جواہر فروش — بکیلاش رفتہ بایقیں
ز ہاتف بسمت بنادر صنع — گہر سنج مردہ ندا شد ہمیں

تاریخ انتقال سیتارام دیچھت گوالیار ۱۳۰۴

وائے سیتارام عالی مرتبہ — اس جہاں سے چل بسے با صد صفات
صنعت نادر میں یہ تاریخ ہے — نام چوتھا ہے وہی سال وفات

تاریخ کیلاش باشی شدن جنابہ مکرمہ نرندا بائی صاحبہ ۱۹۴۴

وائے صد وائے نرندا بائی — قصد کیلاش زیں جہاں بنمود
خواستہ ظاہر سن رحلت — بصنع نادر حسرت امود
درسن بکرمی سرشتن و خرد — آں عقیل حلیم شد فرمود

تاریخ وفات رگھناتھ راؤ صاحب گاڈوی سلحدار ۱۹۴۴

بسمت بکرمی رگھناتھ راؤ — بکیلاش سر خود را بفرمود
بنادر صنعت سال وفاتش — بفخر بہ بمرد ہاتف بفرمود

ایضاً ۱۹۴۴

وائے رگھناتھ راؤ صد حسرت — در سن بکرمی ز تن رفته

سال رحلت بصنعتِ نادر — آن برفت از جہاں خرد گفته

تاریخ ولادت نورچشم بخانہ عزیز لچھمن نراین ۱۸۸۷ء

بخانہ نور چشم نور دیدہ — بسال عیسوی فرزند مولود

بنا در صنعتِ جسم چو سالش — زہے آن نور دیدہ دل بفرمود

تاریخ تشریف آوری پنڈت کنہیا لال جی از اجین ۱۳۰۴

کنہیا لال جی نامی گرامی — قدم رنجہ بخانہ ما بفرمود

بنادر صنعتِ سال ملاقات — شفیق آمدہ ہاتف بفرمود

تاریخ انتقال تائی صاحبہ گنیشی لال جی دہلوی ۱۹۴۴

عقیل و حلیم و بسمت رواں — ز دنیا بہ بالائے کیلاش رفت

خرد گفت در صنعت نادرہ — بشد از جہاں پاک دین بگفت

تاریخ انتقال اٹھو بارا راؤ چوہان افسر حضورات پائگاہ گوالیار ۱۸۸۷ء

چو اٹھو با چوہاں نیک نیت — بدربار خدائے گشت حاضر

خرد فرمود سال آن بعیسی — بنادر صنعتِ بودہ دلاور

تاریخ انتقال رادھا بائی مدخولہ لالہ بندرابن داس ۱۹۴۴

رادھا بائی بسمت بکرم — زین جہان شدہ تبرک وجود

سال رحلت بصنعت نادر — مرد نازک طبع خرد فرمود

تاریخ انتقال لچھمن راؤ صاحب افیسر ناگر دیپتہ گوالیار ۱۹۴۴

وائے لچھمن راؤ عالی مرتبہ — در سن بکرم ز دنیا چون شدہ

از خرد سالش بصنع نادره — از جهانِ آں برفت آمد ندا

تاریخ ولادت فرزند بخانہ ضیاء الدین خاں ۱۳۰۵

چوں بخانہ حضرت والا مزاج — شد تولد نور دیدہ بے بہا
سال مولودش بصنع نادرہ — شیر صولت ہاتفی دادہ ندا

تاریخ مسند نشینی قاضی فصیح الدین محمد ۱۹۴۴

قاضی مسند فصیح الدین — زیب مسند شدہ خوش وخرم
سال مسند بصنعت نادر — زیب مسند باٰمدہ گفتم

ایضاً ۱۸۸۷ و ۱۳۰۵

فصیح الدین محمد نیک نیت — بشد مسند نشیں باجاہ ورفعت
بصنع نادرہ گفتم دو تاریخ — مسند پاک آمد ۱۸۸۷ شیر صولت ۱۳۰۵

تاریخ ولادت فرزند ارجمند بدولتخانہ پنڈت کیشور اُشنا شیو صاحب صدر امین شکر گوالیار ۱۸۲۷

بسالِ مسیحی بہ نیکو زماں — خداداد فرزند باعز وشاں
بنادر صنع از سروش بظاہر — بیابد ندا زیب آغوش مادر

تاریخ انتقال عزیز جیوں لال ۱۳۰۵

عالی رتبہ عزیز جیوں لال — سمت کیلاش زیں جہاں رفت
در صنع نادرہ سروش سال — ہائے ہائے جوں بمرد بگفت

تاریخ تشریف آوری بابو مدن گوپال صاحب دہلوی ۱۸۸۷

در سن عیسوی بعظمت وشاں — آمدہ نیک خوز انگلستان

سال گفتم بصنعتِ نادر	اہل ذی علم با لیاقت دال

تاریخ شادی نرسنگداس جی ۱۸۸۷ء

درسن عیسوی بصد زینت	کتخدائے شدند با شوکت
ہاتفی سال در صنع نادر	گفتہ شد شادیٔ بلند اختر

تاریخ وفات برخوردار علیجان حیدرآبادی ۱۹۴۴

چو سید زادہ با حلم و عاقل	ز دنیا شد بجنت پاک و نادر
بنادر صنعتِ ذر سال بکرم	بخلد پاک آں شد گفت ظاہر

تاریخ وفات حکیم احسان علی صاحب نائب دیوان گوالیار ۱۸۸۸ء

چو احسانِ علی در سال عیسی	پئے دیدار جنت قصد بنمود
بصنعِ نادرہ ہاتف سرِ اُو	حکیم بہشتال شد بفرسود

تاریخ کیلاش باشی سردار راجہ گنپت راؤ صاحب کرکی شمشیر جنگ بہادر

کارہاری ریاست گوالیار ۱۹۴۵

دادا کھیٹکی صاحب تقدیر پرسٹڈ ناحیف	جیل سے دارِ فنا سے جانبِ ملک عدم
ہو گئے بے پاؤں سرسمت میں نادر صنع میں	عدل و فضل و ہم وفا صبر و حیا شرم و کرم

تاریخ تحریر رسالہ منشی پرشاد صاحب تخلص ناداں ۱۹۴۵

شفیقم کاشتا پرشاد ناداں	بطبع ایں رسالہ قصد کردہ
بنادر صنعتِ ظاہر بسمت	زہے ایں گلشن با زیب گفتہ

انتقال اسیری نواس راؤ صاحب چیف جسٹس گوالیار ۱۹۴۶

نام وے چیف جسٹس عادل	ایں جہاں شدہ بملکِ بقا

در صنع نادرہ بکرم سال	زفنا عادل سروش داد ندا

تاریخ انتقال سیٹھ آتما رام جی ۱۹۴۶

شفیقم آتما رام بسمت	برفتہ از جہاں با فخر و شوکت
بنادر صنعت ظاہر سن فوت	بشد روحش بگفتہ سال رحلت

تاریخ انتقال صاحبزادہ لالہ گیندا مل جی خزانچی لاہور بغرق دریائے راوی ۱۹۴۶

بسمت عزیز جہاں نیک ذات	ز دنیا بہ بالائے کیلاش رفت
بنادر صنع سال فوتش خرد	بدریائے راوی شدہ غرق گفت

ولادت فرزند ارجمند بدولت خانہ رائے بالمکند صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اجمیر ۱۹۴۸

بدولت خانہ بے مثل منشی	بسمت بکرمی فرزند زادہ
بنادر صنعت ہاتف سن او	مبارک نور چشم آمد بگفتہ

ولادت فرزند بخانہ لالہ گیا پرشاد ۱۸۹۱

بخانہ منشی بے مثل و نادر	بسال عیسوی فرزند زادہ
بنادر صنعت ہاتف بظاہر	مبارک نور دیدہ سال گفتہ

تاریخ انتقال والدہ نہنے جی پروہت ۱۹۴۹

والدہ نہنے جی بکرم سال	قصد کیلاش زین جہاں بنمود
بنادر صنعت سالش بظاہر	بجنت پاک شد ہاتف بفرمود

ولادت فرزند ارجمند بدولتخانہ جناب مہر سنت آپا صاحب انکلی کر دم شوکت ۱۸۹۱

درزنہ ان سعدہ رسیال مسیح	نور چشم افزود در نیکو زمان
سال پیدایش بصنع نادرہ	آں ہمایوں بخت گفتم سال آں

تاریخ ولادت فرزند ارجمند و دختر نیک اختر دولت خانہ نواب شیخ احمد حسین صاحب ۱۳۰۹

بدولت خانۂ فرزند و دختر	ہوئے ہیں نیک ساعت میں جو پیدا
بنادر صنعت ظاہر نے خوش ہو	مبارک ہو سر برکت سے لکھا

تاریخ تعمیر مکان جواہر لال طول عمرہ ۱۹۰۰

آں جواہر لال عالی منزلت	نامور نامم او ز والا شان
از پئے آسایش خویش و تبار	ساخت قصر دلکش اہل جہان
سال تعمیرش بصنع نادرہ	خواستہ ظاہر ز کلک دو زبان
ہاتفی گفتہ بسال عیسوی	تا ابد آباد ماند ایں مکان

تاریخ انتقال سکھدیو جی مہنت ۱۳۰۷

نام نامی جو کہ تھے سکھدیو جی	چل بسے دار فنا سے باصفات
صنعتِ نادر میں یہ تاریخ ہے	نصف اول نام ہے سال وفات

تاریخ شادی مرزا سلیمان قدر ۱۸۹۰

بایام ہمایوں نیک ساعت	چو شادیٔ سلیمان قدر گشتہ
بنادر صنعتِ در سال عیسی	خوشا شادی سروش غیب گفتہ

تاریخ وفات اللہ بندی طوائف گوالیار ۱۹۴۹

واقفِ علم موسیقی بے مثل	اللہ بندی طوائف ہمہ داں
در سنِ بکرمی چو از دنیا	رفت با فخر سوئے ملکِ جناں
در صنع نادرہ سروش گفت	شد بخلد نعیم سالش داں

تاریخ وفات پنڈت بیجناتھ مصنف مطالبہ خیفہ تشکر گوالیار ۱۸۹۲

پنڈت بھجانتھ والا قدر — شد ز دنیا بسوئے ملک بقا
در صنع نادرہ بسال مسیح — حیف ایں شد سروس داد ندا

تاریخ پیدائش نبیرہ رائے پرنیسری داس مصنف امرتسر ۱۸۹۴

بخانہ مشفق من پاک طینت — بسال عیسوی فرزند زادہ
بنادر صنعت ہاتف پئے یاد — زہے نور بصر نادر بگفتہ

ایضاً ۱۹۴۹

بسمت بکرمی در نیک ساعت — بچشم مشفق من نور افزود
بنادر صنعت سالش بظاہر — مبارک جی سلامت غیب فرمود

تاریخ انتقال سیٹھ جیت مل فوطہ دار ریاست گوالیار ۱۹۴۹

فوطہ دار بے نظیر و باوقار — جانب ملک عدم شد ز جہاں
در سن بکرم بصنع نادرہ — جیت مل با حیف گفتم سال آن

تاریخ انتقال رائے للتا پرشاد صاحب سب جج نازیپور ۱۸۹۲

در بسال مسیح نام آور — صد رنج کہ از جہاں برفتہ
ہاتف سن او بصنع نادر — آں عاقل رفت سال گفتہ

تاریخ انتقال رائے ہردیو پرشاد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر الہ ۱۹۴۹

چو آں فخر قوم عقیل و حلیم — ز دنیا بہ بالائے کیلاش رفت
بنادر صنع در سن بکرمی — ندا شد ز ہاتف حلیم برفت

تاریخ انتقال سیٹھ شیو پرتاب گوالیاری ۱۳۱۰

در جہاں مشہور شیو پرتاب بود — کرد رحلت از جہاں با صد فغاں

وقت فوت آں بصنع نادرہ ۔۔۔ آہ شیو پرتاب گفتم سال آں

تاریخ انتقال فوج مل مہنت ۱۳۱۰

جو مہنت نامور تھے فوج مل ۔۔۔ چل بسے دار فنا سے با صفات
صنعت نادر میں یہ تاریخ ہے ۔۔۔ حرف دو اول کے ہیں سال وفات

تاریخ انتقال بابو گردھاری لال صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات ڈویژن جہانسی ۱۹۴۹

ہزار حیف عزیز جہاں بصد شوکت ۔۔۔ بفخر و جاہ و تجمل چو از جہاں رفتہ
سروش غیب بسمت بصنعت نادر ۔۔۔ حلیم رفت زروے یگانہ داد دہ

تاریخ تحریر تذکرہ جناب نواب مظفر علیخاں صاحب رئیس مظفر نگر ۱۹۴۹

نواب ذی مراتب در سمت بکوشش ۔۔۔ ترتیب ایں گلستاں با جان و دل چو کردند
در صنع نادرات ظاہر سروش ہاتف ۔۔۔ مقبول خلق بادا سال ہمیں بگفتند

ایضاً س ۱۸۹۳ء

شاعر بے مثل و نامی نامور ۔۔۔ کرد یکجا ایں کلام شاعراں
از پئے یاد بسال عیسوی ۔۔۔ خواستہ ظاہر سن ترتیب آں
گفتہ شد سالش بصنع نادرہ ۔۔۔ گلشن اعلے از غیب داں

تاریخ کیلاش باشی شدن جنابہ سریمتی مہارانی راجہ صاحبہ ٹیپہ دیوس ۱۹۵

اہل عصمت صاحب گشت بجاہ ۔۔۔ شد بکیلاش معلے زیں جہاں
ہاتفی غیبی بصنع نادرہ ۔۔۔ شیون تاریخ و غم گفتہ بداں

پیدائش فرزند بدولت خانہ رائے نراین پرشاد خلف رائے ہر سکھ لال صاحب حیدرآبادی ۱۹

بسمت بکرمی در نیک ساعت ۔۔۔ بچشم ذی مراتب نور افزود

بنادر صنعت ہاتف سن او — مبارک باد انور چشم فرمود

پیدائش فرزند ارجمند بدولت خانہ لالہ وٹھل پرشاد صاحب حیدرآبادی ۱۹۵۰

بدولت خانہ والا مناقب — بسمت بکرمی فرزند مولود
سروش غیب داں در صنع نادر — ہمایوں جاہ بخت سال فرمود

تاریخ انتقال لالہ بھگونت کشور خلف لالہ مخیر سنگھ اکبرآبادی ۱۳۱۱

وائے صد وائے آں عقیل وجواں — بسمت کیلاش زیں جہاں رفتہ
سال رحلت بصنعت نادر — رنج بخشید ہاتفی گفتہ

تاریخ وفات مرزا جسان علی بیگ صاحب ۱۳۱۱

جو کہ نامی نامور تھے اہل دل والا تبار عالی ہمم — چل بسے صد حیف سن دو ہزار سے جانب ملک عدم
ہو گئے بے پا و سر ظاہر نے یہ لکھا بصنع نادرات — صبر و داد و حلم و عقل و ہمت و جاہ و حشم و شرم و کرم

تاریخ طبع دیوان امداد حسین صفیر ۱۳۱۱

دیوان صفیر خوش لیاقت — بازینت و زیب طبع گشتہ
در صنعت نادرات ہاتف — دیوان بلیغ ایں بگفتہ

ایضاً ۱۸۹۳ء

چو دیوان صفیر پر بلاغت — بسال عیسوی مطبوعہ گشتہ
بنادر صنعت سال طبع او — چہ تحفہ ہاتف غیبی بگفتہ

ایضاً ۱۹۵۰

بسمت بکرمی از سن سر دتے — زہے عمدہ کلامے سال گفتہ

تاریخ وفات بانسا خاں تیغ جنگ بہادر معروف ونڈلی رئیس گوالیار ۱۸۹۳ء

چوں امانت خاں بہادر تیغ جنگ | در سن عیسی بشد سوئے عدم
سال رحلت آں بصنع نادرہ | با شجاعت جتنی شد گفتہ ام

تاریخ وفات لالہ جگن ناتھ جی کھتری اکبرآبادی ۱۹۵۰

جو نام نامی تھے اہل کرم ہزار افسوس | بخلق و عظمت و شان وفات ہی پائی
بسمت بصنع نادرہ زسمت غیب | موئے ہیں ہے ہے جگناتھ جی ندا آئی

تاریخ وفات والدہ خدا بخش رنگریز گوالیاری ۱۸۹۴

ضعیفہ نود سالہ از جان پاک | بسال مسیحی ز دنیا برفت
ز روئے بکائے بنادر صنع | بمردہ کہن سال ہاتف بگفت

تاریخ انتقال منشی چرنجی لال صاحب اکبرآبادی وکیل دربار کرولی ۱۳۱۲

عزیز صاحب توقیر منشی بے مثل | ہزار حیف ز دنیا سوے عدم رفتند
سروش و ہاتف غیبی بصنعت نادر | چرنجی لال بشد سال وصل فرمودند

تاریخ کیلاش باشی شدن جناب مکرمہ معظمہ گنگا بھاگیرتی مہارانی صاحبہ رئیسہ گوالیار ۱۹۹۴

کیلاش کو سدھاریں سال مسیح ہیں وہ | رونا مچا ہے انکا بس آج ہائے گھر گھر
ہے ہے کا سر قلم کر نادر صنع ہیں ظاہر | ہیہات حیف ہے ہے تاریخ یہ رقم کر

تاریخ وفات شیخ کلو ۱۹۵۱

شیخ کلو شفیق و مشفق من | زیں جہاں بجنت رفتہ
در صنع نادرہ بیکرم سال | شیخ بود غیب داں گفتہ

تاریخ وفات کیلاش باشی سریمنت کملا بائی صاحبہ اہلیہ سریمنت جناب والا بابو صاحب جادون پریسیڈنٹ گوالیار ۱۸۹۴ء

آنکہ کملا بائی صاحب عصمتی / در سن عیسی بسمتِ بقا
از سروش غیب در نادر صنع / رفت کملا بائی ہئے ہے شد ندا

تاریخ انتقال برادر عزیز بلونت کشور جی ۱۹۵۱

ہے ہے بھائی گئے جو دنیا سے / سال بکرم میں سال جب سوچا
صنعت نادرہ میں ہاتفِ غیب / بالم غم میں حیف ہے بولا

ایضاً ۱۹۵۱

اٹھ گئے دنیا سے جب سمت میں حیف / جاں کو صدمہ ہوا دل کو ملال
صنعت نادر میں ظاہر سوچکر / رنج و حیرت لکھدے بس سالِ وصال

ایضاً ۱۸۹۴ع

عزیز از جان من نامی گرامی / پئے دیدار سرگ قصد بنمود
بنا در صنعتِ در سال عیسی / خرد مندِ جہاں شد غیب فرمود

ایضاً ۱۳۱۲ھ

چوں عزیز از جان من والا نژاد / از برائے سیر بر کیلاش رفت
در صنع نادر بہ بدہ روئے بیم / وائے جانش شد سروش غیب گفت

تاریخ ولادت فرزند ارجمند بدولتخانہ منشی درگا پرشاد صاحب دہلوی نادر تخلص ۱۸۹۴

بدولت خانۂ نادر زمانہ ـ / بسال عیسوی فرزند زادہ
بنادر صنعت از رشئے یوسف / خرد گفتہ کہ عالی بخت بادا

تاریخ پیدائش فرزند بخانہ نکٹھو رام زرگر ساکن لشکر گوالیار ۱۹۵۱

بخانہ زرگر بے مثل و نامی ـ / بسمت بکرمی فرزند زادہ

بنادر صنعت از روے برکت　　خرد گفتہ بجاہ و حشم بادا

تاریخ ذی اختیاری جناب فیضمآب مہاراجہ صاحب عالیجاہ سندھیا مادھوراؤ مہاراج بہادر والی ملک گوالیار دام اقبالہ ۱۹۵۱-

مہاراجہ سکندر جاہ و عاقل　　بفضل رب بشد مختار کامل
بسمت در صنع نادر سن آں　　مبارک مسند از روے دل داں

ایضاً ۱۹۵۱

فریدوں مرتبہ والا مناقب　　بمسند داد رونق اہل و عادل
بسمت در صنع نادر بگفتم　　مبارک باد عالیجاہ بادل

تاریخ چوری جملہ جنس و مال قسم ۱۸۹۴

ہوئی اپنی تقدیر برگشتہ ظاہر　　گیا سارا چوری میں جو جنس و مال
بنادر صنع سال عیسی میں میں نے　　ہوئی چوری ہیہات لکھی یہ سال

تاریخ برآمد چوری جنس و مال ۱۸۹۴

ز مدد عملۂ پولیس ظاہر　　شد برآمد تمام زیور و مال
در صنع نادرہ بسال مسیح　　باز گشتیم شاد گفتم سال

تاریخ طبع دیوان سنج ۱۹۵۱

کلام سنج بسا نادر و بسا تحفہ　　بآب و تاب بصد زینت طبع گشتہ
بسمت بصنع نادرہ ز روے ادب　　قبول خلق ببادا ہمن خرد گفتہ

تاریخ انتقال نتھوجی سنگی عرف بالک جی ۱۳۱۳

عرف بالک نام نتھوجی عقیل　　چل دیے دار فنا سے الاماں

صنعتِ نادر میں تاریخ وفات — وائے نانک جی پکارا غیب داں

تاریخ انتقال جیبہ نراین چودھری ۱۳۱۳

اہل عصمت شفیق زادیئے ما — جانب سرگ از جہاں رفت

درصنع نادرہ سروش غیب — ہے ہے گوپی زسوئے درد بگفت

تاریخ انتقال بابو اتمارام کلکٹر بی اے ۱۸۹۷

بابو صاحب فخر قوم عالی جناب — جانب کیلاش شدیے قیل وقال

درصنع نادر بسال عیسوی — والا جاہے وائے شد گفتیم سال

ایضاً ۱۹۵۲

جناب ذی مراتب پر متانت — پئے دیدار کیلاش برفتہ

بصنع نادرات از سر راہ — بکیلاش برفتہ غیب گفتہ

ایضاً ۱۳۱۳

عاقل وبے نظیر ولاثانی — زیں جہاں شدہ بملک بقا

ہاتف غیب در صنع نادر — وائے شد ہمیتال داد ندا

تاریخ وفات مولوی سید دولت علی صاحب سابق جج ریاست گوالیار حال ضلعدار ۱۳۱۳

چل بسے دارِ فنا سے وائے — تھے جو عالم اور فاضل متقی۔

صنعتِ نادر میں تاریخ وفات — ہے ہے حیرت ہے پکارا ہاتفی۔

تاریخ انتقال وشنو پتی نور چشمی پنڈت سوکھی ناتھ صاحب تحصیلدار نوآبادی ضلع گرد گوالیار ۱۹۹۲

آہ وشنو پتے عقیل وحلیم — قصد کیلاش از جہاں بنمود

پئے تاریخ ظاہر ناچیز — در سن بکرمی چو قصد نمود

در صنع نادرہ ز روئے الم — حیف صد رنج ہاتفی فرمود

تاریخ ولادت فرزند ارجمند بدولتخانہ جناب چنتامن راؤ و نانک وید صاحب چیف جسٹس گوالیار ۱۹۵۲

بایام ہمایوں سال مسعود — بدولت خانۂ فرزند مولود
بسمت بکرمی در صنع نادر — مسرت کو بکو ظاہر بافزود
سروش و ہاتفی از روے یاور — ہزاری عمر او سالس بفرمود

تاریخ انتقال کالکا پرشاد خلف لالہ جگناتھ پرشاد صاحب دہلوی ۱۹۵۴

ہے ہے صد حیف کالکا پرشاد — در سن بکرمی ز دنیا رفت
در صنع نادرہ سنش ہاتف — حیف صد غم بردی بسمل گفت

تاریخ ولادت فرزند بدولت خانہ منشی لچھمن سنگھ صاحب نائب ناظم توراوال ریاست جے پور ۱۹۵۴

بدولت خانۂ در نیک ساعت — بسمت بکرمی فرزند زادہ
بنا در صنعت سالش سروشے — الٰہی بخت زیبا باد گفتہ

تاریخ ولادت فرزند ارجمند بدولتخانہ پنڈت گور سہائے جی وکیل الہ آباد ۱۸۹۷

زاد فرزند در نکو سالے — در سن عیسوی بحسب مراد
در صنع نادرہ سروش غیب — گفتہ شد ایں پسر مبارک باد

تاریخ انتقال لالہ کیلاش ناتھ اکبر آبادی ۱۹۵۴

وائے کیلاش ناتھ صاحب نے — سفر عقبیٰ اختیار کیا
بسال رحلت کا میں نے سمت میں — صنعت نادرہ میں جب سوچا

سال فوتی کا اُنکے ظاہر نے	سوئے کیلاش ناتھ ہی ہی لکھا
تاریخ انتقال رائے ملک راج صاحب اسٹیشن ماسٹر راجپوتانہ ریلوے ۱۹۵۷	
ملک راج صاحب بسال مسیح	پئے سیر کیلاش زینجا دوید
زغیبی بنادر صناعی بمن	دلاور ببوده نداے رسید
تاریخ تعمیر چاہ جواہر لعل ۱۹۵۴	
بصرف زر بسمت چشمہ فیض	جواہر لال چون تعمیر کرده
بنادر صنعت سالش سروشے	بنائے چشمہ فیض بگفته
تاریخ انتقال پنڈت پیارے لال صاحب سابق اسسٹنٹ مال ۱۹۵۴	
برفته وائے پیارے لال پنڈت	پئے دیدار کیلاش بسمت
بنادر صنعت ظاہر سن او	بغم صد حیف گفته سال رحلت
تاریخ انتقال منشی سوہن لال صاحب سابق چیف جسٹس گوالیار حال پنشنر ۱۹۵۴	
منشی سوہن لال عالی منزلت	جانب کیلاش بوده زین جہاں
در صنیع نادر بسمت سال فوت	آه شد عالی حشم ظاہر بدان
تاریخ کتخدائی صاحبزاده منشی لچھمن سنگھ صاحب نائب ناظم ریاست جیپور ۱۹۵۴	
بسمت بکرمی و ماه اکبر	مبارک کتخدائی نور اختر
بنادر صنعت از روئے برکت	زہے شادی بلند اقبال نادر
تاریخ ولادت فرزند بخانہ لالہ رادھا کشن ۱۹۵۴	
بخانہ مشفق صادق بسمت	بساعت احسن فرزند زاده
بنادر صنعت ظاہر سنش گفت	الٰہی آں جواں عقل بادا

تاریخ پیدایش فرزند بدولت خانۂ لاله ہربھجن داس ۱۳۱۵

بخانۂ مشفق و مخلص نوازا — بساعت نیک‌تر فرزند مولود
بنادر صنعت ہاتف پئے یاد — ہزاری عمر سال او بفرمود

تاریخ انتقال لاله گاجی مل صاحب کلکٹر فریدآبادی ۱۸۹۷ء

گاجی مل نامور بسال مسیح — زین جہان سوے عدم رفته
در صنع نادره ز روئے صبر — بود نادر زمان خرد گفته

تاریخ انتقال زوجۂ پنڈت گھنشام داس وکیل گوالیار ۱۹۵۴

زوجۂ گھنشام داس جی صاحب — زین جہان جانب عدم چون رفت
در صنع نادره سروش غیب — او بعصمت شده بسمت گفت

تاریخ وفات عموی صاحب منشی نراین داس صاحب وکیل عدالت اجین ۱۹۵۴

جناب مکرم حلیم و عقیل — ز دنیائے فانی بکیلاش رفت
بنادر صناعی بظاہر بسمت — غمی ریخ با حیف غیبی بگفت

تاریخ انتقال برخوردار لچھمی نارائن ۱۳۱۵

عزیز نور چشم با لیاقت — ز دنیائے ثباتے شد بحسرت
ز غیبے شد ندا در صنع نادر — بگو درد و الم از روئے ہجرت

ایضاً ۱۹۵۴

بگفتم در ہمین صنع بسمت — عزیزے با بشد از روئے آفت

ایضاً ۱۸۹۷ء

عزیز نور چشم با مراتب — بعیسی سال بوده ولے ہیہات

بنادر صنعت گفتم سن او — بہ نخ غم بکا ہیہات ہیہات

تاریخ کتخدائی لالہ ہرگوبند فرزند ارجمند منشی مرلی دھر صاحب اکبرآبادی ۱۸۹۷

مبارک باد شادی نور اختر — بسال عیسوی باجاہ و رفعت
بنادر صنعت از پائے اداب — سرور دل بگو از روے برکت

تاریخ کتخدائی لالہ ستنامداس فرزند ارجمند لالہ سچیت سنگہ صاحب اکبرآبادی ۱۸۹۱

بایام سعید و نیک و احسن — چہ شادی بلند اقبال گشتہ
بنادر صنعت در سال عیسی — چو ظاہر از سروش غیب جستہ
از روے برکت و رفعت سن او — بہم شد مشتری زہرہ بگفتہ

تاریخ کتخدائی لالہ شب نرائین فرزند ارجمند لالہ بھاگیرت لعل صاحب اکبرآبادی ۱۸۹۷

بسال عیسوی در ماہ نیکو — ز شادی نیک بخت شاد گشتم
بنادر صنعت از روے یادر — بیک جا مشتری زہرہ بگفتم

ولادت فرزند بدولت خانہ پنڈت ہری کشن صاحب دہلوی ۱۸۹۷

چوں بخانہ ہری کشن پنڈت — در زمان نکو پسر زادہ
ظاہر دہلوی ز روے بقا — در سن عیسوی سنش جستہ
در صنع نادرہ سروش و خرد — زیب آغوش مادر گفتہ

تاریخ ترقی پنڈت بدری ناتھ صاحب منصب خفیفہ بعہدہ استنٹی حضور دربار معلی گوالیار ۱۹۵۴

چوں بسمت اہل دل والا جناب — شد مفخر در جہاں با صد جلال
در صنع نادر بروے بہ خرد — منصب و توقیر بہ فرمود سال

تاریخ ترقی منشی رام سہائے صاحب بعہدہ صدر امینی لشکر گوالیار ۱۸۹۸

بسال عیسوی آں نیک نیت — باعزازے بشد فرماں روائے
بنادر صنعت از ہاتف غیب — بشد اعزاز ایں آمد ندائے

تاریخ علیحدگی مرتشی از عہدہ ۱۹۵۴

علیحدہ شدہ راشی و مرتشی — ز منصب جلیلہ بسمت رواں
سروش بنادر صناعی سنش — خرے رفتا گفتہ سن و سال آں

تاریخ انتقال پنڈت پرتھی ناتھ صاحب کلرک دفتر رزیڈنٹی گوالیار ۱۳۱۵

چوں برفتن جناب پرتھی ناتھ — صد ہزاراں غم و الم افزود
در صنع نادرہ سن رحلت — الم و دردہ خرد فرمود

ایضاً ۱۸۹۸

چونکہ پرتھی ناتھ پنڈت بیبطیر — سمت کیلاش برفتہ از جہاں
در صنع نادر بسال عیسوی — از جہاں رفتہ بگفتم سال آں

تاریخ انتقال پنڈت کنہیا لال صاحب سابق مجسٹریٹ شیوپور ۱۹۵۴

پنڈت نامور بیکرم سال — زیں جہاں سوئے عدم رفتہ
در صنع نادرہ سروش غیب — آں کنہیا جی رفتہ داد ندا

تاریخ وفات رام راؤ طوائف بچہ ۱۳۱۵

ز دنیائے بے ثباتے رام راؤ — باہ سرد با صد حیف و حسرت
بنادر صنعت سالش سروشے — حرامی شد بگو از روئے نفرت

تاریخ انتقال راؤ صاحب مہاریک اسسٹنٹ محکمہ کارخانجات گوالیار ۱۹۵۴

بسمت عقیل و حلیم و کبیر	ز دنیائے فانی بکیلاش رفت
بنادر صناعی سنِ انتقال	برفته مهاراج جی غیب گفت
تاریخ تقرری پنڈت برج کشن صاحب بعهدهٔ منصفی ملا لبهٔ خفیفه لشکر گوالیار ۱۸۹۸	
بسال عیسوی یومِ همایون	مبارک منصفی با جاه و شوکت
بنادر صنعتِ گفتم سن او	زهے عزت بروئے نظم و برکت
ایضاً ۱۸۹۸ء	
بسال عیسوی واه اقدس	ز عهدهٔ منصفیش شاد گشتم
بنادر صنعتِ سال تقرر	بجاهِ حکمران نادر بگفتم
تاریخ وفات آغا مرزا صاحب شاغل تخلص دهلوی ۱۹۵۴	
شاغلِ دهلوی بیکرم سال	شد بسوئے عدم بجاه و جلال
در صنع نادره سنش ظاهر	بلبل بوستان بگفته سال
ولادت نور چشمی بخانه لاله بابولال جی فرید آبادی ۱۹۵۴	
بخانه بابو لال نور چشمی	تولد شد با نامِ تبارک
بنادر صنعت سالش بسمت	بگفته هاتفی دختر مبارک
ولادت فرزند بخانه لاله لچهمی رام جی ککڑ فرید آبادی ۱۸۹۸	
بخانه لاله لچهمی رام صاحب	بسال عیسوی فرزند زاده
بنادر صنعتِ از روئے لفت	الهی عمر بخشد غیب گفته
تاریخ انتقال سیٹھ رامچندر جی سالڑا ساهوکار لشکر گوالیار ۱۸۹۸	
رامچندر سالڑا والا مکان	جانب کیلاش شد با جود و شان

در سن عیسی بصنع نادره — سال لڑا بوده بگفتم سال آن

تاریخ کتخدائی پنڈت جگن پرشاد صاحب خلف پنڈت اوماپرشاد صاحب ۱۹۵۵

در زمان سعید در سمت — کتخدا شد بعظمت ذی شان
در صنع نادره سنش ظاہر — وصل ماہی بآفتاب بدان

انتقال منشی جگت کشور صاحب منصف ملک پنجاب ۱۹۵۵

منشی صاحب منبع حلم و کرم — شد ز دنیا بے تبلئے بے گماں
در صنع نادره بسمت ظاہرا — عدل پرور شد بگفتم سال آں

تاریخ کتخدائی لالہ لالتا سہائے خلف منشی رام سہائے صاحب صدر امین لشکر ۱۹۵۵

در زمان سعد و سمت بکرمی — کتخدائی چو شده باعز و شاں
ہاتف غیبی بصنع نادره — شادیٔ بافخر گفته سال آں

ایضاً ۱۸۹۸

بساعت سعیده بسال مسیح — چو للتا سہائے بشد کتخدا
بنادر صناعی سنش غیب گفت — زہے مہر با ماہ یکجا شده

تاریخ کتخدائی نور چشمی جناب چنتامن صاحب چیف جسٹس گوالیار ۱۸۹۸

کتخدائی چو شد بسال مسیح — خورم و شاد و شادماں گشتم
در صنع نادره سن شادی — بمسرت مبارکے گفتم

ایضاً ۱۹۵۵

چوں بسمت بساعت نیکو — کتخدائی شده بحسب مراد
در صنع نادره سنش گفتم — وصل نیر بهمه مبارک باد

وفات بھولی گوییہ ۱۹۵۵

بسمت نامیہ بھولی گوییہ — روانہ شد سوئے ملک بقائے
بتادر صنعت سالش بگفتم — گوییہ بود از روئے بکائے

تاریخ انتقال ایسونت راؤ ناتکیسر کانڈی ۱۹۵۵

وائے ایسونت راؤ در سمت — زیں جہاں سوئے عدم رفتہ
در صنع نادرہ سنش ظاہر — حیف در وے بمن خرد گفتہ

تاریخ کتخدائی صاحب زادہ بابو چرنجی لال صاحب اکبرآبادی ۱۸۹۸

بسال مسیحی بیوم سعید — بشد کتخدائے بحسب مراد
بتادر صناعی سن شادیش — بگفتیم دولہن مبارک بباد

وفات اظہر اللہ خاں شاعر ۱۹۵۵

اظہر اللہ خاں موئے سمت ہیں جو — شاعر با فکر تھے شام و پگاہ
صنعت نادرہ میں ظاہر نے لکھا — اظہر اللہ خاں موئے از روئے آہ

تاریخ کیلاش باش شدن پنڈت جگدیش جی مہاراج دہلوی ۱۳۱۷

سری جگدیش سے مہاراج کامل — ز دنیا جانب کیلاش رفتند
سروش و ہاتفی در صنع نادر — بشد کیلاش باشی سال گفتند

وفات محمد عنایت علیخاں عرف کالیخاں اکبرآبادی تخلص عنایت و سفلی ۱۸۹

در سن عیسوی سخن داں حیف — پئے دیدار خلد قصد نمود
در صنع نادرہ سنش ظاہر — پاک دل رفت ہاتفی فرمود

کتخدائی حبیبہ عبدالرحمن نایب قانونگوے نظامت جنوب ریاست بھوپال ۱۸۹۹

بسال عیسوی در ماه نیکو	مبارک شادمانی شادمانی
بنادر صنعت گفتم سن او	خوشا شادی بپائے شادمانی

تاریخ انتقال پرنلال پنڈت بدری ناتھ صاحب سپرنٹنڈنٹ حضور دربار گوالیار ۱۸۵۹

فہیم و عادل و بے مثل و نامی	زدنیائے ثباتے وائے رفتہ
بسمت بکرمی در صنع نادر	بدردِ حیف سالش غیب گفتہ

ایضاً ۱۹۵۶

پنڈتِ نامور بکرم سال	وائے صد وائے از جہاں رفتہ
سنِ رحلت بصنعتِ نادر	رفت با حق بمن خرد گفتہ

ایضاً ۱۸۹۹

پنڈتِ نامور بسال مسیح	سمت کیلاش از جہاں رفتہ
در صنع نادرہ سروش غیب	وائے درد و الم سننش گفتہ

تقرر راقم بعہدہ مجسٹریٹی ضلع گرد گوالیار ۱۸۹۹ء

مہاراجہ سیندھیا نے بلطف	عنایت کیا عہدۂ بے مثالی
بنادر صنع سال عیسی ہیں اب	مسرت ہوئی میں نے لکھی یہ سالی

تاریخ وفات امیر مینائی لکھنوی ۱۹۵۷

شاعرِ نازک خیالِ لاجواب	چوں برفتہ جانب ملک جناں
در صنع نادر بسمت بکرمی	آں معزز شد بگفتم سال آں

ایضاً ۱۹۰۰

ناظم و ناثر برفت بحیف	در سن عیسوی بملک جناں

در صنع نادرہ سنش گفتم
رفت شاعر سخن وصال داں

تاریخ تشریف آوری کرنیل عبد العلی صاحب از پکین ۱۳۱۸

ز پکین چو تشریف آوردہ آند
بصد شوکت و فخر با عز و شاں

بنا در صنع گفت ظاہر سنش
مبارک مبارک بر شے اماں

تاریخ انتقال پر ملال حضرت ملکہ معظمہ قیصر ہند ۱۹۰۱ع

آں ملکہ خلافت در سال عیسوی
رفتی ازیں جہانِ با فخر و فوق و رفعت

در صنع نادرات ہاتف سنِ وصالش
ہیہات رنج و غم شد فرمود سال رحلت

قطعات تاریخ قاضی مقصود الحسن صاحب سررشتہ دار مجسٹریٹی ضلع گوالیار

شکر ہے دیوان ظاہر چھپ گیا
منتظر تھا جس کا انبوہ کثیر

نظم دل افروز ہے یا جانِ حسن
جلوۂ معنی ہے یا مہرِ منیر

ایضاً ۱۹۰۱

کتنی یہہ طرزِ ادا ہے دلپسند
کتنا یہ رنگِ سخن ہے دلپذیر

حاسدوں کے دل میں نشتر چبھ گئے
یہ نکیلے شعر ہیں یا نوکِ تیر

خوب ہے تاریخ اے حیرت لکھو
ہے خط جادو کلامِ بے نظیر

دیگر ۱۹۰۱

کلام خوشتر دیوان ظاہر
بسالِ عیسوی چوں طبع گشتہ

بروے جوش گفتہ سال حیرت
گلستانِ مسرت خیز زیبا

از نتیجۂ فکر ہائے فلک نازک خیالی طوطی شکرستان خوش مقالی
خجستہ بنیاد منشی ہردیال بہ شاد صاحب سررشتہ دار صیغہ سپرنٹنڈنٹی حضور دربار معلا

شنکر گوالیار تخلص خرد ۱۹۰۱

حضرت طاہر ہنرور نکتہ سنج — خوش طبیعت خوش مزاج و خوش بیان
قابل تحسین ہے ان کا کلام — لایق توصیف ہے ان کا بیان
حق نے بخشا ہے عجب حسن قبول — جسکو دیکھو ہے وہ ان کا مدح خوان
سچ ہے یہ بیمثل ہیں اسوقت ہیں — ایسے قابل ایسے لایق اب کہاں
واہ کیا دیوان لکھا بےمثال — لطف مضموں ہے کہیں لطف زبان
دیکھ خوبی ہو سخن ہیں تو لکھوں — اس میں سرتا پا بھری ہیں خوبیاں
سادگی بھی کیف سے خالی نہیں — شوخیاں لیتی ہیں دل میں چٹکیاں
ہیں گل تازہ کھلے یا شعر تر — یہ چمن ہے یا بہار بے خزاں
لکھو سال طبع دیوان کا خرد — ہے سر گلدستہ باغ جنان

نوکریزی شاعر شیریں بیان جناب سید محسن حسین صاحب دہلوی تخلص سخی

چو ایں نغز دفتر شد از نور طبع — فروزاں تر از جرم خورشید و ماہ
سخی سال تاریخ ہجرت نوشت — ۱۳۱۹ — کہ دیوان طاہر چہ مطبوع واہ

نتیجہ افکار اہل نظر پنڈت ہری شنکر صاحب دہلوی وکیل عدالت گوالیار تخلص شنکر

ہیں نکتہ سنج شاعر بےمثل و بےنظیر — ۱۳۱۹ — دیوان خاص انکا یہ تیار جب ہوا
ہاتف نے وقت پرسش شنکر ندا یہ دی — کیا مخزن لطافت دیوان کہہ دیا

دیگر

دلا دیوان طاہر گشت مطبوع — بفہمد ہر کہ اہل دخل باشد
بسمت بکرمی شنکر دعا کرد — ۱۹۵۸ — پسند شاعراں با فضل باشد

از نتائج افکار گوہر بار جناب ناطق الملک سید مومن حسین صاحب امروہوی تخلص صفی

یہ مجموعہ چھپ کر جو گزرا نظر سے — ۱۹۰۱ — کہا سب نے اللہ ظاہر کا دیوان
صفی تم یہ تاریخ لکھو مسیحی — چھپا کیا ہے دلخواہ ظاہر کا دیوان

از نتیجہ افکار شاعر رنگین خیال منشی چندو لال صاحب وکیل عدالت گوالیار تخلص جاہ

طبع شد دیوان ظاہر پر بہار — شاعر شیریں کلام مستقل
گفتہ شد طاہر بسمت بکرمی — بے نظیر و پر تکلف بیبدل

دیگر

چہ طبع گشت دیوان بسمت — بصد زینت بصد رفعت بشوکت
بنادر صنعت طاہر بگفتہ — پسند خلق از روے ارادت

قطعات تاریخ ہائے طبع دیوان ظاہر نتیجۂ افکار شاعر باکمال منشی پیارے لال صاحب اہلمد سویت ضلع آگرہ ریاست گوالیار تخلص احقر

سال عیسی میں چھپ گیا دیوان — کیسا نادر ہے پر فصاحت ہے
لکھدے احقر سن طبع بیشک — تحفہ تر چھپ گیا برفعت ہے

دیگر ۱۳۱۹ ہجری

چھپ کے دیوان جب ہوا تیار — لے علیحضرت جناب قبلہ کا
مژدۂ جاں فزا کے سنتے ہی — فکر تاریخ مجھ کو دل سے ہوا
تھا تجسس یہی کہ کیا لکھوں — غیب سے کان میں یہ آئی ندا

لکھدے احقر یہ مصرعۂ تاریخ
ہے عجوبہ کلام ظاہر کا -

از نتائج افکار گہربار نیک سیر منشی امیر حیدر صاحب مرادآبادی وکیل عدالت ہائیکورٹ گویا

کہنہ استاد ہو کے ظاہر نے — اتباعِ زبانِ حال کیا — ۱۳۱۹
اسکو حسنِ کلام کہتے ہیں — سب کو گرویدۂ جمال کیا
جو زمینیں تھیں سخت مشکل تر — اُن زمینوں کو پائمال کیا
نظم کی جانفزا بہاروں نے — دلِ احباب کو نہال کیا
شعر سُن سُن کے گھٹ گئے حاسد — واہ کیا بے چھری حلال کیا
جبکہ دیوان ہو گیا تیار — مجھسے تاریخ کا سوال کیا
میں نے تعمیل حکم کی فوراً — دل سے تاریخ کا خیال کیا
غیب سے آئی کان میں یہ ندا — لکھو۔ ظاہر نے کیا کمال کیا

نتیجہ کلک فصیح بیان منشی فقیر محمد خانصاحب اکبرآبادی تخلص انور

جلوہ افروزِ جہاں وہ شاہدِ معنی ہوا — جسکے نظارہ کے تھے اہلِ سخن مشتاق سب
فکرِ انور سے عیاں یہ مصرعۂ تاریخ ہے — ظاہرِ پاکیزہ باطن کا چھپا دیوان اب — ۱۳۱۹

دیگر

پھنسا جو دل نہ ظاہر کے سخن کی زلف سے نکلا — مسلسل لفظ و معنی کے کچھ ایسے سلسلے دیکھے
چھپا دیوان جب انکا کہی تاریخ انور نے — زمینِ شعر میں بے حد گلِ مضموں کھلے دیکھے — ۱۹۰۱

دیگر

کلام ظاہر رنگیں بیاں ہے — عجب ہے جاں فزا گلزار بیخار
چھپا جب وہ لکھی انور نے تاریخ — گلستانِ سخن ہے آج تیار — ۱۹۰۱

از فکر شاعر رنگیں خیال بابو جواہر لال صاحب تخلص جوہر

بصد زیب و بصد زینت بصد جاہ	۱۹۰۱	بطبع آمدہ دیوان ظاہر
جواہر گفت در سال مسیحی		زآب عمدہ تر دیوان ظاہر

دیگر

مطبع افضل المطابع میں	۱۳۱۹	قبلہ و کعبہ کا کلام چھپا
خط بھی پاکیزہ اور کاغذ صاف		دیکھکر خوش ہوا ہے دل کتنا
کس زباں سے لکھوں میں وصف سخن		نظم کی خوبیوں کا کیا کہنا
کیا فصاحت ہے کیا بلاغت ہے		مرحبا مرحبا و صل علی
یوں سن طبع اے جواہر لکھ		منہ و بہتر کلام خوب لکھا

غلام غوث شتر سوار محکمہ ریذیڈنسی حضور دربار عالی گوالیار

رام پرشاد شاعر خوش فہم		گفت دیوان چو گوہر تاباں
خواستم سال طبع چوں زسروش		ایں ہدایت نمود و گفت بداں
در عدد ہائے اولیں ای ضبط		یکدو چوں کند شود رخشاں
کم کنی یکدو ز لفظ دگر	۱۳۱۹	ہر دو یکساں شود شفیق جہاں
من نوشتم بمصرعہ تاریخش		سخن خوب و گوہر غلطاں

دیگر

چو دیوان شد طبع باطرز دلکش		کہ ہر لفظ رو گشتہ تسکین خاطر
سن جستم از طبع تاریخ ہجری		کہ از فکر دنیا تہی بود خاطر
ندا داد ہاتف کہ اے ضبط خوشگو	۱۳۱۹	بگو سال تاریخ دیوان ظاہر

بیک مصرعہ گفتم دو تاریخ زیبا | بمضمون عشوہ ۔ بالفاظ قادر

دیگر

طاہر نے کیا لکھا ہے یہ دیوان لاجواب | کیا لطف کا کلام ہے کیا بول چال ہے
شکوہ ہے ہجر کا جو کہیں ذکر وصل ہے | لیلی کا ناز ہے کہیں مجنوں کا حال ہے
لفظوں میں شوخیاں ہیں مضامیں میں تازگی | ہر بات میں مزہ ہی یہی بول چال ہے
راحت رسانِ جاں ہے معطر کن دماغ | دیواں نہیں ہے دافع رنج و ملال ہے
جدت ہے چست تازہ مضامیں ہیں یکقلم | رخسار کا ہے وصف کہیں وصف خال ہے
تھی ضبط کو تلاش کہ سال طبع لکھوں | ایک گونہ شاعری کا یہ فخر و کمال ہے
ہاتف نے دی ندا زرہ لطف و التفات | مرغوب تو ہے ۔ یا سخنِ بیمثال ہے

۱۳۱۹ ۱۳۱۹

دیگر

واہ طاہر نے کیا لکھا دیوان | جس سے شرمندہ ہے مہ تاباں
حسن الفاظ و خوبی حکمات | لعل و گوہر سے بھی کہیں رخشاں
وصف گیسوئے خال کی تعریف | کہیں کبھی ہے خوبی مژگاں
جب سُنا اُس نے یہ کلام لطیف | دل عدو کا ہوا بہت سوزاں
بہرِ تاریخ مجھ سے فرمایا | تاکہ جلدی سے طبع ہو دیواں
ضبط نے بہر خاطر طاہر | لکھی تاریخ مثل مہر جہاں
عیسوی میں کہی یہ ہاتف نے | غیرت مہر ماہ ہے دیواں

تاریخ راقم

طبع شد در سمت دیواں ما | فکر تاریخش نمودم ہمگیاں

در صنع نادر سروش غیب گفت	۱۹۵۸	بادمقبول خلائق ۔ سال آں	

دیگر

با لطاف واکرام دیوان ماہ		چہ گر دید طبع بحسب مراد	
بزمر ببیں منش گفتہ ام ۔	۱۳۱۹	پسند دلے دوستاں بباد	

نتیجہ فکر شاعر نیک نہاد منشی دوارکا پرشاد صاحب وکیل عدالت گوالیار تخلص عرفاں

چو شد مطبوع مکتوبات نادر ۔		ز بحر فکرت عرفاں مقاطر	
بیکسوئی چو رسم رام خوانی		ز پرشادش بیابی نام ظاہر	
بسمت بکرمی داں صبح ضیغم	۱۹۵۸	سن ہجری ز شرط خیر آخر	۱۳۱۹
چو عرفاں عیسوی سالش بپرسند		بگو حقا فہی دیوان ظاہر	۱۹۰۱

خامہ فرسائی شاعر شیریں دہن منشی کیول کشن صاحب سب انسپکٹر تھانہ ضلع بہاندیر ریاست گوالیار تخلص راجہ

ظاہر نے کیا لکھا ہے دیوان پر فزا	۱۹۰۱	سن سن شاعراں اسے کہتے ہیں مرحبا
سال مسیح زبر میں اور بینات میں		جی چاہتا ہے لکھوں اگر فکر ہو رسا
راجہ نے سال طبع کا چاہا تو غیب داں		ہے نظم بے مثال پکارا بہ بہ بہ ملا

طبع زاد خوش الحان منشی عبد الرحمن نائب صدر قانونگوے نظامت رسینہ ریاست بھوپال تخلص ماہر

کیا چھپا دیوان ظاہر بے نظیر		مرحبا صد مرحبا و مرحبا
جب سنے اشعار رنگیں پر فزا		دل سے تاریخ طبع ہیں نے کیا

غیب داں نے بینات و بہ بیں ۔۔۔ غنچہ بے مثل باہر سے کہا

از نتائج افکار گوہر بار مرزا عبد الغفار بیگ صاحب دہلوی تخلص مفتوں

عیاں حسن سخن سے صاف ہوتا ہے ۔۔۔ کہ یاں فکر رسا ہے طبع عالی ہے
سراسر چلبلے مضموں ہیں دیکھو ۔۔۔ نزاکت سے کوئی بھی شعر خالی ہے
غضب شعروں میں رنگینی و چستی ہے ۔۔۔ کہ ہر مصرع ہے گلگوں کی پیالی ہے
قیامت کی زباں رنگیں و شیریں ہے ۔۔۔ عروس نظم کے ہونٹوں کی لالی ہے
زباں میں تازگی مشتق کہن سے ہے ۔۔۔ مسیحائے سخن نے جان ڈالی ہے
صفائی معنی و مضموں میں کیا ہے ۔۔۔ کوئی گویا پری شیشہ میں ڈھالی ہے
پیارے استعارے چست فقرے ہیں ۔۔۔ ہر اک تشبیہ خوبی میں نرالی ہے
الف اک تیر ہے چشم حسد میں ۔۔۔ مدوّر حرف شمشیر ہلالی ہے
تفنگ شعر میں نقطوں کے چھرّے ہیں ۔۔۔ بھری بندوق یہ بھی اک دونالی ہے
پئے تسخیر نقش جب ہی ہر اک شعر ۔۔۔ غزل جو ہے وہ اک جسم جمالی ہے
گل معنی ہیں وہ جو روح پھڑکا دیں ۔۔۔ یہ گلدستہ ہے یا پھولوں کی ڈالی ہے
خیابانِ چمن ہے صفحۂ دیوان ۔۔۔ نہیں یہ نظم باغ بے مثالی ہے
کہا جب عندلیب دل سے یہ مفتوں ۔۔۔ سنا تاریخ جو تو نے نکالی ہے ١٣١٩
چہک کر اٹھا یہ مصرعہ سنِ ہجری میں ۔۔۔ کھلا گلدستہ نازک خیالی ہے

دیگر

رقم اسکی تعریف کس طور سے ہو ۔۔۔ قلم سرنگوں ہے زباں بھی قاصر
یہ لکھی ہے تاریخ مفتوں نے نادر ۔۔۔ کہ ہے قابل داد دیوان ظاہر

دیگر

عجب دلربائی ہے رنگ سخن میں		کہ دل کھینچتا ہے وہ رنگ بیاں ہے
رنگیلی طبیعت مزیدار غزلیں	۱۳۱۹	عجب ہی مضامین غضب کی زباں ہے
کھٹکتا ہے حاسد کی نظروں میں دل میں		نکیلا ہر اک شعر نوک سناں ہے
وہ عرشی مضامین وہ اونچے خیالات		کہ جن سے زمین غزل آسماں ہے
کرے قتل ہر شعر پہ سحر کیا ہے		بیاں میں ہی جادو کہ خنجر زباں ہے
زبان گوپائی ہے بحر سخن ہے		وہ جوش طبیعت کا دریا رواں ہے
سنی ہمنے ہر ایک کی لنترانی		جو انمیں ہی خوبی وہ انمیں کہاں ہے
ندا غیب سے آئی یہ سچ کیا ہے		کہ ہو محو اتنے کہ دل ہی نہ ہاں ہے
عبث فکر تاریخ ہے تمکو مفتوں		یہ لکھدو کہ ظاہر ہے معجز بیاں ہے

دیگر

حیف صد حیف والیہ بھوپال		داخل شد بعز و جلال
در صنیع نادرہ سن رحلت	۱۹۵۹	شد بخلد نعیم گفتم سال

دیگر

داخل جنت بشد آں ذی کرم		اہل شوکت اہل حشمت اہل موج
سال او گفتہ بظاہر غیب داں	۱۳۱۹	خلد شد جاگیر آں باعز و اوج

دیگر

بخلد پاک چوں او نامور شد		بشان و شوکت توقیر افزود
بظاہر دہلوی سال وفاتش		بعصمت رفت بادل غیب فرمود

دیگر

خوب لکھا ہے مادہ مفتوں — تو بھی جادو بیان ہے واللہ
تخرجہ لاجواب اس میں ہے — کتنی شستہ زبان ہے واللہ
۱۳۱۹

نتیجہ فکر جناب ماسٹر سید تصوف حسین صاحب اکبرآبادی تخلص وصف

بعد مدت کے نظر آئے یہ مضمون دلپسند — واہ کیا دیوان ہے یہ مرحبا صد مرحبا
تو بھی اے وصف سیحی اسکی طبع کا — لکھ یہ ہی دیوان ظاہر کیسا لاثانی چھپا
۱۹۰۱

از نتایج شاعر بیمثال نازک خیال واقف اسرار نکتہ دانی ماہر طرز خوش بیانی پنڈت برج کشور صاحب محسر بیڈ ویم منصف اول سیوں ضلع نور گھار ریاست گوالیار

دیدۂ قدر ہنر مضمون دیوال بر کشود — در قلمرو از سیاہی نور معنی را فزود
نکتہ آرا طبع رنگ بزم اہل فن شکست — اجرائی سازی از نور ظاہر برلئے شعر بود

۲۰ ۱۷ ۷ ۵۶ ۱۳۱۹ ۵۸۲

۱۳۱۹ ہجری
۵۸۲ −

۱۹۰۱
۵۷
۵۵۸ سمت

۲۰
۱۷
۵۰
۹۰۰
۱۲
۳۰۲
۱۳۰۸

تمام شد

غلط نامہ دیوان ظاہر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۵	پاکرا	پاسی کھڑا	۲۲	۱	آرام سا	آرام طلب بیٹھا
۲	۱۶	تیر	تیرہ	″	۲	ری	پھری
۶	۳	انتا	رہتا	″	۳	آہ برسائی	آہ کی برسائی
۱۰	۱۰	چپ	پچ	″	۱۶	بشکل	شکل
۱۲	۱۹	بہر	بھر	۲۳	۱	بلا عث	بلا باعث
۱۱	۱۱	بیقراری جب ہیں	بیقراری دل کی	″	۲	کے مرنے	کے پھر مرنے
		دل کی کرتا ہوں	جب کرتا ہوں	″	۸	ہیں	ہیں لذت
		ظاہر بیان	ہیں ظاہر بیاں	″	۱۶	ہے	نہ
۱۵	۵	تجھسا	مجھسا	۲۵	۱۵	دل	دن
۱۶	۱	سہا	سما	۲۶	۱۱	کوئی	کون
۱۸	۱	کہیں	کبھی	″	۱۹	نظر ہیں اب	نظر ہو خاک
″	۳	نالہ	نالے	۲۷	۲	صرد	فرد
″	۵	تجھے	نہ	۲۸	۲	تجھ	مجھ
″	۱۲	کھنچے	سے	″	۱۰	شکستہ ہے	شکست
۱۹	۸	کہا	کھلا	۳۰	۱	رشک پہنچے	اشک پہنچے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣٠	٢	تم	ہم	٤٤	١٠	صرف	حرف
؍؍	؍؍	مری	تیری	؍؍	؍؍	فقل	فصل
٣١	١٤	یں	ہیں	؍؍	١٩	معنی	مانی
٣٢	١٧	سوائی	سودائی	٤٥	٨	ہوگیا	ہوگا
٣٤	٤	مخمس	مخمس مثنی رندوبیخوار	؍؍	١٦	ہوں ہیں	ہوں میں ہیں
؍؍	١٢	ہیں	ہی	٤٦	١٢	بیگناہ	بیگنہ
٣٥	١٠	دی	الی	؍؍	١٧	لیا	سیا
؍؍	١٢	پھونکادل	پھونکا ہی دل	٤٨	١٣	اُس نے	اُس سے
٣٧	٨	نہ	کہ	؍؍	١٨	بلاتی	پلاتی
٣٨	٢	پہرونگا	پہرونگا	٤٩	١	دل کو ہی	دل ہی کو
؍؍	٣	دل نکانے سو	دل لگا کر کسی سے	؍؍	١١	شے برسات	شے کا برسات
٣٩	١٩	بت	تب	؍؍	١٢	بھی اک	بھی ہی اک
٤١	٦	نامہ بر مرا	نامہ بر ہی میرا	٥٠	١٧	آپ	آپ
٤٢	٦	سرست	شرعت	٥١	١٦	اپنی ناصح	اپنی لئے ناصح
؍؍	١٠	تمکو	ہمکو	٥٢	٢	میں دہیان	میں ہی دہیان
٤٤	٨	بانده لوں بست	بانده لوں دست	٥٦	١٦	یہ نہیں	تو نہیں
		جل ہیں نفس کے	جل کو ہیں نفس کے	؍؍	١٩	طبع	طمع
		سر تار ہیں	تار ہیں	٥٧	١٧	خصمت	خست

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۹	۱۵	خاموشی	خامشی	۷۹	۱۰	بند	چوبند
۶۰	۲	دیکھ صورت	دیکھکر صورت	۸۰	۱	چشم	بچشم
؍؍	۸	عدو ہیں	عدو کو سہنے	۸۳	۶	ہر دیوان	نایب دیوان
؍؍	۱۵	کہکا	کہسار	؍؍	۱۴	شہ	بیشہ
۶۰	۱۹	زگفار	زنار	۸۴	۱۵	رودژ	اژدر
۶۱	۱۱	توصورت	نہ صورت	۸۵	۳	زبان حیف	زبان صد حیف
۶۲	۱۴	خصت	خست	۸۶	۲	اکوئی سمر	اکو لگا
۶۳	۱	کیا ساونی	کیا تعجب ہیں تھا وہ	؍؍	۱۶	شبیر	شبیرہ
؍؍	۱۷	بیکا	بیکار	۸۸	۶	رفتہ بالیقین	رفتہ یقین بالیقین
۶۴	۳	لعل	نخل	؍؍	۱۶	بفر مود	بفر سود
۶۵	۷	چیستاں	چنستاں	۸۹	۱۲	اوا	واوا
۶۶	۱۴	ہیں دونوں جہاں	ہیں وہ دونوں	۹۰	۱۰	مسند	مستند
			جہاں	۹۱	۱۳	جبل سے	جل سے
۷۱	۱۸	بشر	بشد	؍؍	۱۴	ہیں	ہی
۷۲	۱۶	محبت	بجبت	؍؍	۱۵	این	زین
۷۷	۳	ناسخ	ناسخ ۱۲۵۴	۹۲	۱۲	بنا و صنعت سالش	آن تخفیف شدہ
؍؍	۵	مومن دہلوی	مومن خان دہلوی			بظاہر	خود فرمود
۷۸	۷	گفتہ سال	گفتہ شد سال	؍؍	۱۷	آیا	آپا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۳	۹	ہیئت	تنبیہ	۱۱۵	۱۲	حکایات	کلمات
〃	۱۹	مستشعف	منصف	〃	۱۳	کبھی	کبھی
۹۵	۲	ہیئت	تنبیہ	۱۱۶	۱۲	تھانہ ضلع	تھانہ لہار ضلع
〃	۱۵	ناراجہ	نارا راجہ	۱۱۷	۱	بہ	زہر
۹۸	۸	مرزا خان	مرزا احسان	〃	۸	بچی نا ناصر	بچی بچی نا ناصر
۹۸	۱	عیسی ست اقبال	عیسی بشدمست اقبال				
〃	۵	ختم پیر ضیف	ختم پیہ ضیف				
۱۰۰	۱	جیبہ	جیبہ				
〃	۱۷	رسولی	راوی				
۱۰۳	۸	الاذن	مرادیں				
〃	۱۶	منقشہ	مشعشہ				
۱۰۵	۵	سروفا	سروشیدا				
۱۰۶	۸	نا دیگہ قشم	ماندہ ملک قسم				
۱۰۷	۱۳	خشاگن	چیناسن				
۱۱۰	۱۶	جیبہ	جیبہ				
۱۱۴	۸	شد	بہ				
〃	۱۳	لبی	کسی				
۱۱۵	۸	او	کرو				